فائنل اصول تحقیق

مدرس:: مولانا غضنفر مدنی دامت برکاتہم العالیہ

🌹 🖋️ محمد صائم عطاری 🖋️ 🌹

درجہ سابعہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

عرض کاتب!!!

اس فائل میں آپ کو کنز المدارس بورڈ میں شامل تحقیق وتدوین کا طریقہ کار نامی کتاب کا 80 فیصد سے زائد نصاب سوالا جوابا مل جائے گا۔۔۔۔

اگر آپ مندرجہ ذیل کتب کے ہمارے لکھے نوٹس چاہتے ہیں تو نیچے دیئے گئے نمبر پہ رابطہ کریں۔۔۔۔

(1)شرح وقایہ((کتاب الجہاد))(2)حسامی((باب القیاس))(3)تیسیر مصطلح الحدیث(4)القصائد المنتخبہ(5)فقہ السیرہ(6)منہاج العابدین مکمل(7)تفسیر بیضاوی((ششماہی اول وثانی))(8)ہدایہ جلد اول ودوم(9)النور المبین مکمل(10)فتح المنان(11)مناظرہ رشیدیہ(12)اجابۃ الغوث(13)اصول الدعوہ والارشاد(14)الفقہ الاکبر مکمل(15)العربیہ للطالبین المستوی الرابع(16)شرح نخبۃ الفکر(17)موطا امام مالک(18)ہدایہ جلد سوم وچہارم (19)توضیح وتلویح(20)تحقیق وتدوین(21)شرح عقائد نسفیہ ششماہی دوم(22)شرح معانی الآثار(23) اصول وراثت(24)السراجی(25)میزان الادیان بالاسلام(26)موطا امام محمد

03238599095

🌹🖋️ محمد صائم عطاری 🖋️🌹

درجہ سابعہ

مرکزی جامعۃ المدینہ گجرات

((باب اول))

((علمی بحث و تحقیق کے مناہج))

سوال::: شروع سے تھیسز کے لیے کون سا لفظ استعمال کیا گیا؟؟؟

جواب::: شروع سے تھیسز کے لیے لفظ """مقالہ"""استعمال کیا گیا جس کی جمع مقالات آتی ہے،، کبھی اسے مقالہ علمیہ اور کبھی مقالہ جامعیہ بھی کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مقالہ کے لیے کون سے نئے نئے الفاظ متعارف کروائے گئے؟؟؟

جواب::: مقالہ کے لیے دو نئے لفظ """رسالہ اور اطروحہ"""کو متعارف کروایا گیا،، رسالہ کی جمع رسائل جبکہ اطروحہ کی جمع اطروحات یا اطاریح ہے،، ان میں سے """رسالہ"""والی اصطلاح زیادہ مشہور ہوئی۔۔۔۔

بعض محققین نے لفظ """اطروحہ"""کو پی ایچ ڈی کے مقالہ کے ساتھ خاص کر دیا جبکہ بعض نے پی ایچ ڈی کے مقالہ کے لیے """رسالۃ الدکتوراۃ"""کی اصطلاح استعمال کی۔۔۔۔

گزشتہ دہائی میں مقالہ کے لیے """بحث علمی اور بحث جامعی"""کی اصطلاح بھی استعمال کی گئی اور خاص طور پر سمسٹر سسٹم کے مقالہ کے لیے ایک نیا لفظ """مشروع"""بھی ایجاد کیا گیا۔۔۔۔۔

سوال::: منہاج کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: منہاج سے مراد وہ واضح اور صاف راستہ ہے جسے کسی موضوع پہ تحقیق کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: بحث کا لغوی معنی بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: بحث سے مراد طلب و تفتیش ہے یعنی کسی چیز کی حقیقت جاننے کے لیے کوشش کرنا بحث کہلاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: بحث علمی ((یعنی علمی تحقیق)) کی تعریف کریں۔۔۔

جواب::: کسی معین میدان میں ایسی کوشش جس کا مقصد حقائق کو جاننا ہو بحث علمی کہلاتا ہے۔۔۔۔

اس کی ایک اور تعریف یوں بھی کی گئی ہے کہ """دقیق اور منضبط مطالعہ جس کا مقصد کسی مسئلہ کی وضاحت کرنا ہو اور اس مطالعہ کے طریقے حالات کے اعتبار سے مختلف ہو سکتے ہیں""۔۔۔۔۔۔

سوال::: ڈاکٹر غازی عنایت نے علمی تحقیق کی کیا تعریف بیان کی ہے؟؟؟

جواب::: معروف محقق ڈاکٹر غازی عنایت نے ان الفاظ میں علمی تحقیق کی تعریف کی ہے"""منظم جستجو اور کھوج جس میں علمی حقائق کے لیے متعین شدہ مختلف اسالیب اور علمی مناہج اختیار کیے جائیں اور جس سے مقصود ان علمی حقائق کی صحت کی تحقیق یا ان میں ترمیم یا ان میں اضافہ ہو"""۔۔۔۔۔۔۔

سوال::: آرتھر کول نے یونیورسٹی مقالہ کی تعریف کن الفاظ میں بیان کی ہے؟؟؟

جواب::: آرتھر کول کا کہنا ہے"""مقالہ سے مراد ایک مکمل رپوٹ ہے جسے محقق ایسے کام کے بارے میں پیش کرتا ہے جسے اس نے اپنے ذمے لیا ہو اور مکمل کیا ہو، اور وہ رپورٹ اس انداز میں ہو کہ مطالعہ کے تمام مراحل پہ مشتمل ہو اس وقت سے جب وہ کام محض ایک سوچ تھا یہاں تک کہ وہ سوچ تدوین شدہ اور دلائل و براہین سے تائید شدہ نتائج کی صورت اختیار کر گئی۔۔۔۔۔

سوال::: مصنف کے مطابق علمی تحقیق کی خصوصیات بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: اس کی تین خصوصیات ہیں:::

(1)اس میں منظم اور مسلسل محنت کی ضرورت ہوتی ہے۔۔۔۔

(2)کسی خاص پہلو کے متعلق تمام معلومات درج کی جاتی ہیں۔۔۔۔۔

(3)یہ تحقیق علمی نتائج پہ مشتمل ہوتی ہے۔۔۔۔۔۔

((تحقیق کے مقاصد اور دائرہ کار))

سوال::: علمی تحقیق کن مقاصد کے تحت کی جاتی ہے؟؟؟

جواب::: تحقیق کے مقاصد مختلف ہو سکتے ہیں مثلاً کسی حقیقت کو نمایاں کرنا، کسی مسئلہ کو حل کرنا یا کوئی نئی چیز دریافت کرنا جیسا کہ معروف محقق جمال الدین قاسمی کا کہنا ہے """علمی تحقیق کے مقاصد کسی معدوم چیز کو ایجاد کرنا، کسی متفرق کو یکجا کرنا، ناقص کو مکمل کرنا، مجمل کو تفصیل سے بیان کرنا، مطول کی کانٹ چھانٹ کرنا، کسی بے ترتیب چیز کو مرتب کرنا، مبہم کی تعیین کرنا اور غلطی کو واضح کرنا ہیں""" ۔۔۔۔۔۔

سوال::: علمی تحقیق کا دائرہ کار کتنا وسیع ہے؟؟؟

جواب::: اس کا میدان غیر محدود ہے، اس کی حدود متعین نہیں کی جا سکتیں لہذا محققین کو چاہیے کہ تحقیق کے لیے موضوع کا انتخاب کرنے میں پریشان نہ ہوں بلکہ اپنا ذہن وسیع رکھیں کیونکہ تحقیق کا میدان بہت وسیع ہے،، تحقیق کا میدان کتنا وسیع ہے اس کا اندازہ آپ اس چھوٹے سے جملے سے لگا سکتے ہیں کہ جب تک انسانی عقل فکر و عمل میں مصروف ہے تب تک تحقیق کا دروازہ کھلا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مقاصد کے اعتبار سے تحقیق کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟ محض نام لکھیں۔۔۔۔

جواب::: مقاصد کے اعتبار سے تحقیق کی دو اقسام ہیں:::

(1) نظریاتی تحقیق

(2) اطلاقی تحقیق

سوال::: نظریاتی تحقیق کسے کہتے ہیں؟؟؟ نیز اس کا طریقہ کار لکھیں۔۔۔۔

جواب::: نظریاتی تحقیق صرف کسی علمی حقیقت تک پہنچنے کے لیے کی جاتی ہے اس میں عملی فوائد پیش نظر نہیں ہوتے۔۔۔۔

یہ عام طور علوم انسانیہ سے تعلق رکھنے والے موضوعات مثلاً لغت، ادب، تاریخ، جغرافیہ وغیرہ میں کی جاتی ہے،، اس کا دائرہ کار بہت وسیع ہوتا ہے۔۔۔۔۔

نظریاتی تحقیق عقلی اور منطقی منہج پہ ہوتی ہے، منطق کا علم انسان کو ذہنی غلطی سے بچاتا ہے، پس اگر کوئی محقق چاہتا ہے کہ اس کی تحقیق غلطیوں سے پاک ہو تو اسے مندرجہ ذیل قواعد سے آگاہی حاصل کرنی چاہیے:::

(1) قانون ذاتیت

اس کا مطلب ہے کہ ہر شے کا اپنا وجود ہوتا ہے اس کا کسی دوسری میں تبدیل ہو جانا ممکن نہیں۔۔۔۔

(2) قانون عدم تناقض

اس کا مطلب ہے کہ ضدین ایک وقت میں جمع نہیں ہو سکتیں۔۔۔۔

(3) قانون الثالث مرفوع

اس سے مراد ہے کہ ایک چیز یا تو درست ہو گی یا غلط، تیسری کوئی صورت نہیں۔۔۔۔۔

(4) قانون تعلیل

حادثات وواقعات کے اسباب بیان کرنا اور ان کی وضاحت کرنا قانون تعلیل کہلاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: اطلاقی تحقیق پہ مختصر نوٹ لکھیں۔۔۔۔۔

جواب::: اطلاقی تحقیق کا مقصد نئی چیزوں کو دریافت کرنا ہے،، اس میں مادی اور محسوس کی جانے والی دونوں قسم کی اشیاء پہ تحقیق ہوتی ہے۔۔۔۔

عام طور پر اس کا انحصار تجرباتی منہج پہ ہوتا ہے۔۔۔۔۔ اس تحقیق کے لیے محقق کو صرف لیبارٹری یا تجربہ گاہ پہ اکتفاء نہیں کرنا چاہیے بلکہ اسے معلوم ہونا چاہیے کہ ہر حقیقت پہ تحقیق کرنے کا اپنا ایک طریقہ ہے۔۔۔۔۔

اطلاقی تحقیق کے دو طریقے ہیں:::

(1)عام طریقے

وہ طریقے جو مادی اور غیر مادی دونوں طرح کے حقائق کے حصول کا ذریعہ بن سکتے ہیں عام طریقے کہلاتے ہیں۔۔۔۔

انہیں عقلی، منطقی، استنباطی طریقے بھی کہا جاسکتا ہے۔۔۔۔۔

(2)خاص طریقے

خاص طریقوں کی بہت سی صورتیں اور اقسام ہیں،، ان میں سے ایک تجرباتی تحقیق کا منہج ہے جس میں صرف مادی حقائق کا مطالعہ کیا جاتا ہے،، ان خاص طریقوں کی دوسری اقسام پیمائشی منہج، تاریخی منہج اور شماریاتی منہج ہیں۔۔۔۔۔۔

سوال::: مدت کے اعتبار سے تحقیق کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: کچھ تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جو چند مہینوں یا چند سالوں میں ہو جاتی ہیں جبکہ کچھ تحقیقات پہ کئی سال لگ جاتے ہیں۔۔۔۔۔

مدت کے اعتبار سے تحقیق کی تین اقسام ہیں:::

(1) مختصر مدت پہ مشتمل تحقیق

(2) طویل مدت پہ مشتمل تحقیق

(3) انتہائی طویل مدت پہ مشتمل تحقیق

سوال::: اخراجات اور اثراندازی کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب:::

اخراجات کے اعتبار سے تحقیق::: کچھ تحقیقات وہ ہوتی ہیں جن پہ سوائے کاغذ، کمپوزنگ اور پرنٹنگ کے کوئی خاص خرچہ نہیں آتا جبکہ کچھ تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جن پہ لاکھوں کروڑوں ڈالرز خرچ ہو جاتے ہیں مثلا خلائی تحقیقات، ایٹمی تحقیقات وغیرہ۔۔۔۔۔۔

اثراندازی کے اعتبار سے تحقیقات::: کچھ تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جن کا اثر محض محقق کی ذات تک محدود رہتا ہے دیگر لوگوں کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا جبکہ کچھ تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جو انسانی زندگی کا رخ موڑ دیتی ہیں مثلا ہوائی جہازوں کی ایجاد، ایٹمی طاقت کی دریافت، میزائل وغیرہ۔۔۔۔

اثرانداز ہونے والی بعض تحقیقات انسانوں کے لیے تباہ کن ثابت ہوئی ہیں مثلا ہائیڈروجن بم اور جراثیمی ہتھیار وغیرہ جبکہ کچھ تحقیقات نے انسانیت کی بھرپور خدمت کی ہے مثلا واشنگ مشین اور دیگر صفائی کے آلات، جدید سواریاں وغیرہ۔۔۔۔

سوال::: انفرادی تحقیق اور مشترکہ تحقیق میں فرق بیان کریں۔۔۔۔۔

جواب::: وہ تحقیق جسے صرف ایک محقق مکمل کر لے انفرادی تحقیق کہلاتی ہے جبکہ وہ تحقیق جس میں دو یا اس سے زیادہ محققین شریک ہوں """ مشترکہ تحقیق """ کہلاتی ہے۔۔۔۔۔۔

سوال::: کیا تحقیق میں کسی دوسرے شخص کو شریک کرنا محقق کی مرضی پہ موقوف ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: کچھ تحقیقات ایسی ہوتی ہیں جن میں کسی دوسرے کو شریک کرنا اختیاری ہوتا ہے یعنی ایک ہی محقق اس کو مکمل کر سکتا ہے لیکن وہ وقت بچانے کے لیے دوسروں کو شریک کر لیتا ہے۔۔۔۔

کچھ تحقیقات اشتراک کا تقاضا کرتی ہیں،، ان کو کوئی ایک محقق ادا نہیں کر سکتا بلکہ وہ مختلف علوم کے ماہرین کا تقاضا کرتی ہیں،، مشترکہ تحقیقات میں عام طور پر ایک صدر محقق ہوتا ہے اور دوسرے معاون محققین شمار کیے جاتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: معیار کے اعتبار سے تحقیق کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟؟؟ تفصیلاً جائزہ لیں۔۔۔

جواب::: اس اعتبار سے تحقیق کی چار اقسام ہیں:::

(1) کلاس کے دوران تحقیق

یہ تحقیقی کام کالج یا یونیورسٹی میں سمسٹر کے دوران طلبہ سے کروایا جاتا ہے اور اسے عام طور پر Term paper کہا جاتا ہے،، مختلف اساتذہ کرام اپنے اپنے مضمون کے بارے میں طالب علم سے تحقیق کرواتے ہیں تاکہ اس کے اندر مزید نکھار پیدا ہو۔۔۔

یہ تحقیق ((یعنی Term paper)) دس سے چالیس صفحات پہ مشتمل ہوتا ہے اور اس کا طریقہ کار ایم فل اور پی ایچ ڈی والے مقالہ جات سے مختلف نہیں ہوتا نیز اس تحقیق کا مقصد طلبہ میں تحقیق اور مطالعہ کا ذوق و شوق پیدا کرنا ہے۔۔۔۔

(2)ایم اے کا مقالہ::: یہ تحقیق ٹرم پیپر سے اعلی درجے کی ہوتی ہے اس کا مقصد نئے علوم و معارف کو سیکھنا اور دوسروں تک پہنچانا ہے،، اس کے ذریعے محقق کو وسیع پیمانے پہ تحقیق کا تجربہ حاصل ہوتا ہے،، اس مقالے میں محقق کی ذہانت و صلاحیت کا امتحان لیا جاتا ہے اور وہ اس کے ذریعے ایم فل اور پی ایچ ڈی کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔۔۔۔

(3)ایم فل کا مقالہ::: پاکستانی یونیورسٹیوں میں ایم اے اور پی ایچ ڈی کے درمیان ایک نئے تحقیقی مرحلے ""ایم فل"" کا آغاز کر دیا گیا ہے،، یہ مرحلہ ایم اے سے اعلی اور پی ایچ ڈی سے ادنی ہوتا ہے،، یہ کورس ورک اور ریسرچ ورک پہ مشتمل ہوتا ہے۔۔۔۔

اس میں طالب علم کو چوبیس کریڈٹ آور کا ایک کورس پڑھایا جاتا ہے اور اس کے بعد ایک سال کے دوران چھ کریڈٹ آور کے برابر ایک تحقیقی مقالہ تیار کرنا ہوتا ہے۔۔۔۔

(4)پی ایچ ڈی کا مقالہ::: یہ سب سے اعلی درجے کا تحقیقی مرحلہ ہوتا ہے،، اس کو وسیع مصادر و مراجع کی روشنی میں تیار کیا جاتا ہے اور اس میں معلومات و مواد کی ترتیب پہ بھی زور دیا جاتا ہے۔۔۔

یہ مقالہ اس بات کی دلیل ہوتا ہے کہ اب محقق کو مستقبل میں تحقیقی آزادی حاصل ہے اور وہ کسی نگران کے بغیر تحقیق کر سکتا ہے۔۔۔۔

سوال::: پی ایچ ڈی کے مقالے اور اس سے حاصل ہونے والے نتائج کے بارے میں تھیسز مینوئل کا تبصرہ لکھیں۔۔۔

جواب::: The results of his investigation must be such that he is, there after, considered by others a recognized authority in the field.

ترجمہ

محقق کی تحقیق کے نتائج ایسے ہونے چاہیے کہ اس کے بعد وہ نتائج اس میدان میں دوسروں کی طرف سے ایک تسلیم شدہ اتھارٹی سمجھے جائیں۔۔۔۔

سوال::: موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی کتنی اقسام ہیں؟؟؟

جواب::: موضوع کے اعتبار سے تحقیق کی بے شمار اقسام ہیں کسی بھی دینی، لغوی، نفسیاتی، معاشرتی، نباتاتی، فلکیاتی، مالی، اقتصادی موضوع پہ تحقیق کی جاسکتی ہے۔۔۔

سوال::: منہج کے اعتبار سے تحقیق کی اقسام پہ نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: منہج کے اعتبار سے تحقیق کی بہت سی اقسام ہیں چند ایک درج ذیل ہیں:::

(1)تقابلی تحقیق

اس میں دو شخصیات، دو ریاستوں یعنی کوئی سی بھی دو چیزوں کا آپس میں تقابل کروایا جاتا ہے۔۔۔

(2)وصفی تحقیق

اس میں کسی چیز کی حقیقت کو بیان کیا جاتا ہے مثلا::: سکول کی عمارت کیسی ہے؟؟ معیشت کا معیار، آبادی کی تقسیم کاری، برآمدات اور درآمدات کی تفصیل وغیرہ۔۔۔

(3)تقییمی تحقیق

اس سے مراد کسی صورت حال کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا جائزہ لے کر اس کی بہتری کے لیے تجاویز مرتب کرنا ہے یہ سینکڑوں شعبہ جات مثلا::: انتظام، معیشت، تعلیم، صنعت وغیرہ پہ کی جاسکتی ہے۔۔۔

(4)تاریخی تحقیق

اس میں کسی حالت یا متعین عرصے کا تاریخی جائزہ لیا جاتا ہے۔۔۔

(5)شماریاتی تحقیق

اس تحقیق میں معلومات کو اکٹھا کر کے ان کا حسابی طریقوں سے تجزیہ کیا جاتا ہے اور نتائج کو اخذ کیا جاتا ہے۔۔۔۔

(6)ترابطی تحقیق

اس تحقیق میں دو اشیاء کا آپس میں ربط دیکھا جاتا ہے اگر ایک کمزور ہو گی تو دوسری بھی کمزور ہو گی اور اگر ایک طاقتور ہو گی تو دوسری بھی مضبوط ہو گی مثلا:::اگر انگلش گرائمر مضبوط ہو گی تو انگلش زبان بولنے میں مہارت ہو گی۔۔۔

(7)تجرباتی تحقیق

اس سے مراد وہ تحقیق ہے جسے تجربہ گاہوں یا عملی میدانوں میں کیا جاتا ہے بعض اوقات ان کے لیے کلاس روم، لیبارٹری وغیرہ کا استعمال بھی ہوتا ہے۔۔۔

(8)تجزیاتی تحقیق

یہ اصل میں وصفی تحقیق ہی ہے اس میں خاص نمونوں کو معین زاویے سے پرکھا جاتا ہے۔۔۔

(9)مطالعہ احوال

اس تحقیق کا انحصار کسی حالت کے مطالعے پہ ہوتا ہے مثلا کسی طالب علم کے احوال کا مطالعہ

(10)تعریفی تحقیق

اس تحقیق میں کسی اصطلاحی تعریف کے مسئلے پہ توجہ مرکوز ہوتی ہے مثلا فلسفہ کا معنی کیا ہے؟؟؟

(11)سببی تحقیق

اس میں کسی حالت کا سبب جاننے کی کوشش کی جاتی ہے مثلا بیماری کا سبب کیا ہے ؟؟؟

(12)نتائج پہ تحقیق

اس میں کسی عامل کے نتائج پہ توجہ مرکوز کی جاتی ہے مثلا سگریٹ نوشی کے کیا نتائج ہوں گے ؟؟؟

((فصل ثانی))

((علمی تحقیق کے بنیادی عناصر))

سوال::: علمی تحقیق کے بنیادی عناصر کون سے ہیں ؟؟؟ صرف نام لکھیں۔۔۔

جواب::: علمی تحقیق کے عناصر مندرجہ ذیل ہیں:::

(1)مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت

(2)جدت و تخلیق

(3)حیاتیت و واقعیت

(4) تحقیق کی اصلیت

(5)امکانات تحقیق

(6) تحقیق کا مستقل بالذات ہونا

(7)مصادر تحقیق کی دستیابی

(8)وسیع مطالعہ

(9)دوسروں کی آراء کی تفہیم میں باریک بینی

(10)اسلوب کی عمدگی اور قوت

سوال::: علمی تحقیق کے بنیادی عناصر پہ تفصیلی نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب:::

(1)مسئلہ تحقیق کی حدود کی شناخت::: مسئلہ تحقیق سے مراد تحقیق کے علمی افکار، موضوعات، مسائل وغیرہ ہیں اور مسئلہ تحقیق کی تحدید سے مراد تحقیق کی اہمیت کی وضاحت، تحقیق کے مفروضے نیز معلومات، مواد، وسائل وغیرہ ہیں۔۔۔۔

(2)جدت اور تخلیق::: اس سے مراد یہ ہے کہ وہ تحقیق جدید اور تخلیقی ہو اس میں کسی کی نقل نہ کی گئی ہو،، تخلیقی تحقیق سے مراد محض نئی چیزوں کو دریافت کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا اطلاق اور بھی چیزوں پہ ہوتا ہے مثلا::: بکھرے مواد کو نئی ترتیب دینا، قلیل معلومات کو ایک مضمون کی شکل میں یکجا کرنا وغیرہ۔۔۔

(3)حیاتیت و واقعیت::: اس کا مطلب یہ ہے کہ تحقیق کے موضوع کا محقق کی طبیعت سے گہرا تعلق ہو اور وہ معاشرے کی ضرورت بھی ہو تاکہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں مثلا:::اسلام اور دہشتگردی، اسلام میں کلوننگ کا حکم، اسلام میں انسان کے بنیادی حقوق وغیرہ۔۔۔

یہ وہ موضوعات ہیں جو لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کریں گے اگر کسی ایسے موضوع پہ تحقیق کی گئی جس کا لوگوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تو اس کی طرف لوگ متوجہ نہیں ہوں گے۔۔۔۔

(4) تحقیق کی اصلیت::: تحقیق کی اصلیت کا انحصار افکار کے مستقل بالذات اور خود مختار ہونے پہ ہے،، محض دوسرے محققین کے افکار کو نقل کرنے کا نام تحقیق نہیں ہے،، اسی طرح تحقیق کی اصلیت کا انحصار موضوع پر بھی ہے موضوع جس قدر نیا ہو گا اسی قدر اہمیت کا حامل ہو گا۔۔۔۔

(5) امکانات تحقیق::: اس سے مراد یہ ہے کہ طالب علم تحقیق کے لیے ایسے موضوع کا انتخاب نہ کرے جو مشکل اور مبہم ہو،، بہت سے موضوعات دلکش ہوتے ہیں لیکن ان پہ کسی وجہ سے تحقیق کرنا مشکل ہوتا ہے۔۔۔۔

(6) تحقیق کا مستقل بالذات ہونا::: اس کا مطلب ہے کہ تحقیق کے لیے کسی ایسے موضوع کا انتخاب کرنا چاہیے جو مستقل بالذات ہو کسی ایسے موضوع کو منتخب نہیں کرنا چاہیے جس پہ کوئی دوسرا محنت کر چکا ہو کیونکہ یہ ایک علمی و ادبی خیانت ہے اور دوسرے کے حق پہ ڈاکہ ڈالنے کے مترادف ہے۔۔۔۔

(7) مصادر تحقیق کی دستیابی::: تحقیق کے لیے مصادر و مراجع کا ہونا ضروری ہے ورنہ تحقیق کما حقہ مکمل نہیں ہو گی ،، مصادر سے مراد کسی موضوع کی قدیم کتب وغیرہ ہیں،، محقق کو ایسے موضوع کا انتخاب نہیں کرنا چاہیے جس کے مصادر و مراجع میں قلت ہو کیونکہ تحقیق میں ان چیزوں کی بہت اہمیت ہوتی ہے۔۔۔

(8) وسیع مطالعہ::: محقق کے لیے وسیع مطالعہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے لہذا اسے چاہیے کہ اپنے موضوع کے متعلق کسی مصدر یا مرجع کو نہ چھوڑے بلکہ جتنا ہو سکے مطالعہ کرے۔۔۔۔

(9) دوسروں کی آراء کی تفہیم میں باریک بینی::: محقق کے لیے ضروری ہے کہ دوسروں کی آراء اور اقوال کو نقل کرنے میں احتیاط سے کام لے کیونکہ بعض اوقات چھوٹی سی غلطی سے بہت بڑے مسائل جنم لے لیتے ہیں اور محقق کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ کسی کی رائے کو حرف آخر نہ سمجھے بلکہ اس کی صحت کو جانچے اور درست آراء قبول کرے جبکہ غلط آراء کو رد کر دے۔۔۔۔

(10)اسلوب کی عمدگی اور قوت::: مقالہ ہر قسم کی غلطی سے پاک ہونا چاہیے اور تمام عبارات واضح ہوں،، لغوی اور نحوی غلطیاں تحقیق کو عیب دار کر دیتی ہیں لہذا محقق کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی تحریر میں عمدہ اسلوب اختیار کرے اور جہاں تک ممکن ہو سکے غلطیوں سے پاک رکھنے کی کوشش کرے۔۔۔

سوال::: کیا ہر اچھا طالب علم تحقیق کا اہل ہے؟؟؟

جواب::: تحقیق کی صلاحیت ہر طالب علم میں نہیں ہوتی،، ایک طالب علم جس کا تعلیمی ریکارڈ بہت اچھا ہے ممکن ہے وہ تحقیق نہ کر سکتا ہو اور وہ طالب علم جس کا تعلیمی ریکارڈ اتنا اچھا نہیں ہے ممکن ہے وہ تحقیق کے میدان میں کامیابی حاصل کر سکتا ہو لہذا جس طالب علم کے اندر یہ صلاحیت پائی جائے تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے اور اس کی نشو و نما کرنی چاہیے۔۔۔۔

سوال::: کن علامات کے ذریعے ہمیں کسی طالب علم میں تحقیق کی صلاحیت کا علم ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: چند علامات جن کے ذریعے کسی طالب علم میں تحقیق کی صلاحیت کا پتا چلایا جا سکتا ہے مندرجہ ذیل ہیں:::

(1)وہ طالب علم تحقیق کے لیے نیا موضوع منتخب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔۔۔

(2)منتخب شُدہ موضوع کے لیے ابتدائی خاکہ تیار کر سکتا ہو۔۔۔

(3)دیگر آراء پہ تنقید اور اپنی رائے پہ دلیل قائم کر سکتا ہو۔۔۔

(4)بحث و مباحثہ کے ذریعے جدید افکار کی طرف توجہ کروانے اور کسی نئی رائے کو ثابت کرنے یا رد کرنے کی قدرت رکھتا ہو۔۔۔

سوال::: ایسی خصوصیات وصفات کا ذکر کریں جن سے ہر محقق کو مزین ہونا چاہیے؟؟؟

جواب:::

(1) تحقیق میں دلچسپی

میلان اور رغبت تحقیق کی کنجی ہے اس کے بغیر کسی موضوع پہ تحقیق نہیں کی جاسکتی لہذا محقق کے لیے ضروری ہے وہ اپنے موضوع میں دلچسپی رکھتا ہو اور اس کے متعلق وسیع مطالعہ کرے جس طرح ہمارے اسلاف کیا کرتے تھے۔۔۔۔

(2) صبر و تحمل

محقق کو بار بار مصادر و مراجع کی طرف رجوع کرنے سے اکتانا نہیں چاہیے بلکہ جب تک مقصد واضح نہ ہو جائے تب تک صبر و تحمل سے تحقیق کرتے رہنا چاہیے،، اسے چاہیے کہ بہتر سے بہتر معلومات صبر و تحمل سے اکٹھی کرے اور انہیں ترتیب دے کر اپنی تحقیق کو درجہ کمال پہ پہنچا دے۔۔۔

(3) علمی دیانت داری

تحقیق کو ہر طرح کی چوری سے پاک ہونا چاہیے،، محقق جس شخص کا قول نقل کر رہا ہے اسے چاہیے کہ اسی کی جانب منسوب کرے کسی کی تحقیق کو اپنے نام نہ کرے،، اس کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ کسی قسم کا اقتباس نقل کرتے ہوئے اس میں تحریف نہ کر دے جو اس کے مقصود کو بگاڑ دے،، علمی امانت داری سے محرومی کو قرآن کریم نے یہودیوں کا شیوہ قرار دیا ہے۔۔۔۔

(4) تواضع اور عاجزی

محقق کو چاہیے کہ عاجزی و انکساری کو اختیار کرے کسی کے نظریات کو گھٹیا نہ کہے،، ادب کے دائرے میں رہ کر علمی اختلاف کرے یہ چیز اس کی تحقیق کے حسن میں مزید اضافہ کر دے گی۔۔۔۔

(5) نظم و نسق اور تنظیم و ترتیب کی صلاحیت

محقق کو نظم ونسق کا دامن تھامے رہنا چاہیے اور فکری انتشار سے بچنا چاہیے،، جب وہ مطالعہ کر رہا ہو تو اپنی توجہ ایک نکتے پہ مرکوز رکھے بیک وقت ایک سے زائد مسائل پہ غور وخوض نہ کرے،، تحقیق میں معلومات کو ابواب وفصول کی ترتیب سے لکھے اور جب تک ایک فصل پوری نہ ہو جائے دوسری کو ہاتھ نہ لگائے۔۔۔

(6) ذہانت اور حاضر دماغی

ایک ذہین اور روشن دماغ محقق ہی مختلف افکار کو جمع کر سکتا ہے لہذا محقق کا ذہین ہونا بہت ضروری ہے۔۔۔

(7) غیر جانبداری اور انصاف پسندی

محقق کو غیر جانبدار ہو کر تحقیق کرنی چاہیے،، غیر جانبدار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دوسروں کی آراء پہ حکم لگانے میں انصاف سے کام لے جس طرح اپنی ذات کے ساتھ انصاف کرتا ہے اسی طرح دوسروں کے ساتھ بھی کرے،، ہاں اگر کوئی بات اس کے عقیدے کے خلاف ہو تو اس کا دفاع کرنے کا اسے حق حاصل ہے۔۔۔

(8) غیر مدلل آراء سے اجتناب

محقق کو بغیر دلیل کے بات نہیں کرنی چاہیے بلکہ جو چیز پڑھے اس کے بارے میں تحقیق کرے،، لوگوں کی کثرت کا کسی چیز کو درست کہنا اسے درست نہیں بنا سکتا لہذا محقق کو چاہیے کہ کسی بھی بات کو بغیر سوچے وسمجھے تسلیم نہ کرے۔۔۔

البتہ وہ قطعی شرعی نصوص جن کی صحت ثابت ہو چکی ہے وہ اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں کسی مسلمان کے لیے ان میں شک کرنا جائز نہیں۔۔۔

(9) اخلاقی اصولوں کی پابندی

محقق کو اپنی تحقیق انسانی اصلاح کے لیے استعمال کرنی چاہیے ایسا نہ ہو کہ اس کی تحقیق کی وجہ سے معاشرے میں فساد پیدا ہو جائے،، محقق کو اپنی سائنسی تحقیقات انسانی ہلاکت کے لیے استعمال نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ آج کل تہذیب یافتہ ممالک کر رہے ہیں۔۔۔۔

(10) علم میں رسوخ

محقق کو راسخ العلم ہونا چاہیے اور اس کے لیے اسے وسیع مطالعہ کی حاجت ہے،، علم میں راسخ ہونا ایسی خصوصیت ہے جو محقق میں تواضع پیدا کرتی ہے،، بہترین محقق وہ ہے جو کسی چیز کے علم نہ ہونے پہ کہہ دے """لا ادری""" ۔۔۔۔

سوال::: مختلف لیولز کے مقالہ جات کے نگران کو منتخب کرنے کا کیا طریقہ کار ہے ؟؟؟

جواب::: ایم اے کے مقالہ کے لیے نگران تحقیق عام طور پر اسی مضمون کے استاد کو منتخب کیا جاتا ہے جس میں طالب علم تحقیق کرنا چاہتا ہے۔۔۔۔

ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے کے لیے نگران منتخب کرنے کا کوئی خاص طریقہ کار نہیں،، بعض یونیورسٹیاں یہ اختیار طالب علم کو دیتی ہیں جسے چاہے منتخب کرلے اور بورڈ آف اسٹڈیز سے منظور کروالے جبکہ کچھ جامعات میں نگران کو منتخب کرنے کا معاملہ صدرِ شعبہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے،، بہر حال جو بھی ہو لیکن نگرانِ تحقیق کا اس فن میں ماہر ہونا ضروری ہے۔۔۔

سوال::: نگران تحقیق اور طالب علم کے درمیان کیسا رشتہ ہونا چاہیے ؟؟؟

جواب::: دونوں کے درمیان پیار محبت اور ادب والا رشتہ ہونا چاہیے۔۔۔ نگران کو چاہیے کہ طالب علم کی ہر لحاظ سے مدد کرے،، اس کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اس کی حوصلہ شکنی نہ کرے بلکہ حوصلہ افزائی کرے،، تحقیق کے تمام نتائج کا ذمہ دار محقق خود ہوتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ نگران آزاد ہے اگر تحقیق کے کامیاب ہونے سے نگران کا رتبہ بلند ہوتا ہے تو تحقیق کے ناکام ہونے سے اس کے رتبے میں کمی بھی آجاتی ہے۔۔۔۔

طالب علم کو چاہیے کہ استاد کا احترام کرے اس کی نصیحتوں پہ عمل کرے،، اس کی بے ادبی سے بچے اور اسے اپنی مشکلات سے آگاہ کرتا رہے۔۔۔۔

سوال::: طالب علم کے تحقیقی کام کے دوران نگران کا کیا کردار ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: طالب علم اپنی تحقیق کا خاکہ نگران کو پیش کرتا ہے یہ خاکہ انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے،، جب نگران اس خاکہ کو منظور کر لے اور شعبے کا بورڈ آف اسٹڈیز اور یونیورسٹی کا ایڈوانسڈ ریسرچ بورڈ بھی اس کی منظوری دے دے تو طالب علم اس کے مطابق تحقیق شروع کر دیتا ہے۔۔۔۔

طالب علم کو چاہیے کہ اپنے نگران سے مستقل رابطہ رکھے اور ایک ایک فصل مکمل ہونے کے بعد نگران کو پیش کرے جب تک وہ پہلی فصل کو منظور نہ کر لے تب تک دوسری فصل پہ کام شروع نہ کرے اور یوں مقالہ اپنے اختتام کو پہنچنا چاہیے،، تحقیقی کام مکمل ہونے کے بعد کمپوزنگ اور جلد بندی کے لیے نگران کی اجازت حاصل کی جائے۔۔۔۔

سوال::: یونیورسٹی کا پھیپھڑا کسے کہا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: لائبریری کو یونیورسٹی کا پھیپھڑا کہا جاتا ہے۔۔۔

سوال::: طالب علم کے لیے لائبریری کی کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: طالب علم کے لیے لائبریری انتہائی اہمیت کی حامل ہے جو طالب علم لائبریری سے فائدہ حاصل نہیں کرتا وہ اتنا بڑا نقصان کر رہا ہے جس کی تلافی نہیں کی جا سکتی اسی لیے طالب علم کو چاہیے کہ روزانہ کے کچھ گھنٹے لائبریری میں ضرور گزارے،، نت نئی معلومات حاصل کرنے کے لیے ہر طالب علم کو لائبریری کی ضرورت ہے حتی کہ ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالات کے لیے بھی لائبریری کی ضرورت پڑتی ہے۔۔

سوال::: لائبریری میں موجود کتب کی اقسام پہ تفصیلی نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: لائبریری میں موجود کتب کو درج ذیل اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے:::

(1) عمومی دائرۃ المعارف

یہ ایسے انسائیکلوپیڈیاز ہیں جن میں مختلف علمی، معاشرتی اور ادبی موضوعات پہ معلومات اکٹھی جاتی ہیں،، ان میں موضوعات کو حروف تہجی کی ترتیب سے مرتب کیا جاتا ہے،، عالمی انسائیکلوپیڈیا، اردو دائرہ معارف اسلامیہ وغیرہ اس کی مثالیں ہیں۔۔۔

(2) مخصوص دائرۃ المعارف

یہ ایسے انسائیکلوپیڈیاز ہیں جن میں کسی ایک شعبے پہ تفصیلی گفتگو کی جاتی ہے مثلاً::: انگلش زبان وادب کا انسائیکلوپیڈیا، تعلیم کا انسائیکلوپیڈیا وغیرہ۔۔۔

(3) عمومی معاجم

ایسی لغات جن میں کسی ایک موضوع پہ اکتفاء نہ کیا جائے عمومی معاجم کہلاتی ہیں،، ان لغات میں بعض اوقات ایک ہی زبان استعمال کی جاتی ہے جیسے انگلش سے انگلش لغت، بعض اوقات دو زبانیں استعمال کی جاتی ہیں جیسے انگلش سے عربی لغت اور بعض اوقات تین زبانیں استعمال کی جاتی ہیں جیسے انگلش سے عربی اور فارسی لغت۔۔۔

(4) مخصوص معاجم

لغت کی وہ کتب جن میں کسی ایک موضوع پہ معلومات فراہم کی جائیں مخصوص معاجم کہلاتی ہیں مثلا::: لغوی اصطلاحات کی ڈکشنری، طبّی اصطلاحات کی ڈکشنری وغیرہ۔۔۔

(5) سالانہ کارکردگی پہ مبنی کتب

بہت سے حکومتی اور غیر حکومتی ادارے سال کے اختتام پہ سالانہ رپورٹس شائع کرتے ہیں جن میں پورے سال کی کارگزاری بیان کی جاتی ہے،، ان کتب سے بہت سی معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔۔۔

(6)سوانح عمریاں

سوانح عمری میں کسی بھی مایہ ناز شخصیت کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں،، ان شخصیات کا تعلق مختلف علاقوں اور مختلف زمانوں سے ہوتا ہے،، سوانح عمریوں کے ذریعے ان کے حالات کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکتی ہیں۔۔۔

(7)حوالہ جاتی کتب

لائبریری میں ایسی کتب پائی جاتی ہیں جن کا مقصد کسی ایک موضوع پہ لکھی گئی کتب و مصادر کے بارے میں معلومات دینا ہے،، محقق ان کتب کے ذریعے اپنے متعلقہ مصادر و مراجع تک آسانی سے پہنچ سکتا ہے۔۔۔

(8) تحقیقی مجلات

لائبریری میں سائنس اور آرٹس کے مختلف مضامین پہ لکھے گئے مجلات موجود ہوتے ہیں،، یہ مجلات یونیورسٹیوں کی جانب سے مہینے بعد، تین مہینے بعد یا سال بعد شائع کیے جاتے ہیں۔۔۔

(9)رسائل واخبارات

لائبریری میں روزانہ چھپنے والے اخبار بھی دستیاب ہوتے ہیں،، ان کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔۔۔

(10)نایاب کتب

لائبریری میں نادر و نایاب کتب بھی پائی جاتی ہیں اور یہ دیگر کتب کی طرح نہیں دی جاتیں بلکہ ان کی مخصوص شرائط ہوتی ہیں۔۔۔

(11) فہارس

ان کتب میں کسی سال کے دوران چھپنے والے مضامین کو ایک جلد کی صورت میں جمع کر دیا جاتا ہے۔۔۔

(12) کتابیں

ہر کتب خانہ ہزاروں کتب پہ مشتمل ہوتا ہے،، محقق لائبریری سے مختلف موضوعات کے بارے میں معلومات اکٹھی کر سکتا ہے،، بعض کتب خانے کسی ایک موضوع کی لکھی گئی کتب پہ مشتمل ہوتے ہیں مثلا::: میڈیکل لائبریری

(13) مخطوطات

لائبریری میں مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب کے مخطوطات پائے جاتے ہیں اور قدیم ورثہ ہونے کی بناء پہ انتہائی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں،، یہی مخطوطات نئی لکھی جانے والی کتب کا مرجع ہوتے ہیں۔۔۔

(14) تحقیقی مقالات

بعض لائبریریوں میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے مقالے بھی رکھے ہوتے ہیں جن سے محقق کو کافی معلومات ملتی ہیں اور وہ دیگر محققین کا انداز تحقیق دیکھتا ہے۔۔۔۔

سوال::: لائبریری سے کتاب لینے کے اصول وضوابط پہ روشنی ڈالیں۔۔۔

جواب:::

(1) کتاب حاصل کرنے کی شرائط

لائبریری سے کتاب حاصل کرنے کے لیے لائبریری کارڈ کی شرط لگائی جاتی ہے بعض کتب خانے یونیورسٹی کارڈ قبول نہیں کرتے بلکہ علیحدہ سے لائبریری کا کارڈ مانگتے ہیں۔۔۔۔

(2)کتاب حاصل کرنے کے اوقات

بعض کتب خانوں میں کتاب حاصل کرنے کے اوقات معین ہوتے ہیں ان اوقات کے علاوہ کسی کو کتاب نہیں دی جاتی۔۔۔

(3)لائبریری سے حاصل کردہ کتب کی تعداد

لائبریری میں ایک وقت میں کتابیں حاصل کرنے کی تعداد مختص کر دی جاتی ہے اس سے زیادہ کتب نہیں دی جاتیں۔۔

(4)کتاب واپس کرنے کی مدت

لائبریری سے حاصل کردہ کتاب کو ایک خاص عرصے بعد واپس کرنا ہوتا ہے،، یہ مدت مختلف ہوتی ہے۔۔۔

(5)وہ کتابیں جو جاری نہیں ہوتیں

بعض کتب ایسی ہوتی ہیں جو کسی کو نہیں دی جاتیں یا اگر دے دی جائیں تو اس کی سخت شرائط ہوتی ہیں مثلا:::

انسائیکلوپیڈیا، لغات وغیرہ۔۔۔

(6)محتاط انداز میں دی جانے والی کتابیں

کچھ کتب ایسی ہوتی ہیں جنہیں ہر وقت ہر شخص حاصل نہیں کر سکتا بلکہ ان کتب کو دینے میں احتیاط سے کام لیا جاتا ہے اور ان کتب کو جاری کرنے میں سخت اصول وضع کیے جاتے ہیں۔۔۔۔

(7)تاخیر کا جرمانہ

اگر کتاب مقررہ مدت کے بعد دی جائے تو جرمانہ عائد کیا جاتا ہے اور یہ جرمانہ کتاب کی اہمیت کے مطابق ہوتا ہے،، اس جرمانے کا مقصد کتاب حاصل کرنے والے کو وقت کا پابند بنانا ہے۔۔۔۔

(8) کتاب ضائع ہونے کا ہرجانہ

کتاب اگر ضائع ہو جائے تو اس کا تاوان بھرنا لازم ہوتا ہے اور یہ تاوان کتاب کی اہمیت کے مطابق ہوتا ہے۔۔۔

سوال::: لائبریری میں طالب علم کو کون سی سہولیات میسر ہوتی ہیں؟؟؟

جواب::: لائبریری میں طالب علم کے لیے بہت سی سہولیات کا خیال رکھا جاتا ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں :::

(1) بعض کتب خانوں میں مراجع وفہارس کے لیے ایک حصہ مختص کر دیا جاتا ہے تاکہ ان تک پہنچنا آسان ہو۔۔۔

(2) علمی و تحقیقی مجلات کے لیے خصوصی جگہ مقرر کر دی جاتی ہے۔۔۔

(3) اخبارات کی ایک خاص جگہ مقرر کی جاتی ہے جہاں ہر شخص روزانہ کے اخبارات کا مطالعہ کر سکتا ہے۔۔۔۔

(4) ایک انتظار گاہ بنی ہوتی ہے جہاں کتاب حاصل کرنے والا کتاب کے دستیاب ہونے تک انتظار کرتا ہے۔۔۔

(5) نایاب کتب کا ایک الگ شعبہ بنایا جاتا ہے اور نگرانی کے لیے مستقل ایک آدمی مقرر کیا جاتا ہے۔۔۔

(6) مطالعہ کرنے والوں کی الگ جگہ بنائی جاتی ہے۔۔۔

(7) مخطوطات کی حفاظت کا الگ شعبہ ہوتا ہے۔۔۔

(8) ایک شعبہ وہ ہوتا ہے جس کا کام کتاب کا اجراء کرنا ہوتا ہے۔۔۔

(9) بعض کتب خانوں میں فوٹو کاپی کی سہولت موجود ہوتی ہے جہاں انتہائی سستے داموں فوٹو کاپی کروائی جاسکتی ہے۔۔۔

(10) الماریوں میں عربی کتب دائیں سے بائیں اور انگلش کتب بائیں سے دائیں نمبر کے حساب سے رکھی جاتی ہے تاکہ ان تک پہنچنا آسان ہو۔۔۔۔

(11) لائبریری میں بیک وقت کئی شعبہ جات کام کر رہے ہوتے ہیں مثلاً کتابوں میں اضافے کا شعبہ، کتابوں کے تبادلے کا شعبہ وغیرہ۔۔۔۔

(12) بعض بڑے کتب خانوں میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کے طلبہ اور یونیورسٹی کے اساتذہ کو خاص کیبن مہیا کیے جاتے ہیں جہاں وہ آسانی سے اپنا تحقیقی کام کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔

سوال::: لائبریری میں کتاب تلاش کرنے کا کیا طریقہ ہے؟؟؟

جواب::: جب صرف کتاب کا نام پتا ہو مؤلف کا نام نہ جانتے ہوں تو فہرس العنوان کی جانب جا کر عنوان کا کارڈ تلاش کرنا چاہیے۔۔۔۔

جب مؤلف کا نام پتا ہو کتاب کے نام کا علم نہ ہو تو فہرس المولف سے مؤلف کا کارڈ تلاش کرنا چاہیے۔۔۔۔

جب محض موضوع کا علم ہو تو فہرس الموضوع سے موضوع کا کارڈ تلاش کیا جائے۔۔۔۔۔

سوال::: لائبریریاں کس طرح مختلف قسم کی فہارس تیار کرتی ہیں؟؟؟

جواب::: فہارس کی تیاری میں مختلف طریقے اختیار کیے جاتے ہیں،، بعض لائبریریوں میں مؤلفین کی خاص فہرست بنائی جاتی ہے جسے """فہرس المولف""" کہا جاتا ہے اور بعض میں موضوعات کی فہرست بنائی جاتی ہے جسے فہرس الموضوع کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

فہرست کی ماہیت میں کتب خانوں کا اپنا اپنا انداز ہوتا ہے،، تین طریقے عام طور پر رائج ہیں:::

(1) رجسٹر کی فہرست

اس میں تمام کتب کے نام رجسٹر پہ لکھے جاتے ہیں اور پھر وہیں سے کتب تلاش کی جاتی ہیں۔۔۔

(2)کارڈز سے تیار کردہ فہرست

اس طریقہ میں ہزاروں کارڈز استعمال کیے جاتے ہیں، ہر کتاب کے لیے ایک کارڈ وقف ہوتا ہے، ان کارڈز کو مؤلف کے نام، کتاب کے نام، یا موضوع کے اعتبار سے حروف تہجی کی بناء پہ جوڑا جاتا ہے۔۔۔

(3)کمپیوٹرائزڈ فہرست

یہ طریقہ آج زیادہ رائج ہے اس میں تمام کتب کا ریکارڈ کمپیوٹر میں موجود ہوتا ہے جس سے بوقت ضرورت استفادہ کیا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: لائبریری سے کتاب کیسے حاصل کی جاتی ہے؟؟؟

جواب::: جب کسی لائبریری کے نظام کا علم نہ ہو تو طالب علم کو لائبریرین سے رہنمائی لینی چاہیے،، لائبریری سے کتاب حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں:::

(1)استعارہ خارجیہ،، اس طریقہ میں کتاب کو لائبریری سے باہر لے جایا جاتا ہے۔۔۔

(2)استعارہ داخلیہ،، اس طریقہ میں کتاب کا مطالعہ لائبریری میں بیٹھ کر کیا جاتا ہے۔۔۔

بعض لائبریریوں میں محقق کو خود کتب تک رسائی حاصل ہوتی ہے جبکہ بعض جگہ یہ کام لائبریرین کرتا ہے۔۔۔

سوال::: کتاب کے اجزاء پہ تفصیلی کلام کریں۔۔۔۔

جواب::: کتاب مختلف مراحل سے گزر کر وجود پاتی ہے،، کتاب مندرجہ ذیل اجزاء و معلومات پہ مشتمل ہوتی ہے:::

(1)خارجی ٹائٹل

ٹائٹل پہ ہمیشہ کتاب اور مصنف کا نام لکھا ہوتا ہے عام طور پر ناشر کا نام اور سن طباعت بھی لکھا ہوتا ہے۔۔۔۔

(2)داخلی ٹائٹل

داخلی ٹائٹل پہ کتاب کا، مصنف اور ناشر کا نام ہوتا ہے اس کے ساتھ ساتھ سن طباعت اور ایڈیشن نمبر درج ہوتا ہے۔۔۔۔

(3)حق طباعت

داخلی ٹائٹل کی پچھلی طرف حق طباعت کا ذکر ہوتا ہے کہ کسی اور کے لیے صاحبِ حق کی اجازت کے بغیر اس کتاب کو چھاپنے کی اجازت نہیں،، صاحب حق کبھی مؤلف ہوتا ہے اور کبھی ناشر۔۔۔۔

(4)تقدیم

مؤلف کتاب کے شروع میں ایک تقدیم لکھتا ہے جس میں کتاب کے مقصود کو واضح کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ کتاب کن لوگوں کے لیے ہے۔۔۔

(5)فہرست مضامین

فہرست میں کتاب کے مضامین کا ذکر ہوتا ہے،، فہرست کو شروع میں ذکر کرنا زیادہ بہتر ہوتا ہے فہرست کی مدد سے طالب علم اپنے مطلوبہ مضمون تک جلدی اور آسانی سے پہنچ جاتا ہے۔۔۔۔

(6)توضیحات

فہرستِ مضامین کے بعد ایک نئی فہرست ہوتی ہے جس میں کتاب کے رموز، اختصارات، تصاویر اور نقشوں وغیرہ کی فہرست دی جاتی ہے جس سے کتاب میں آنے والے مضامین کو سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔۔۔۔

(7)مقدمہ

عام طور مقدمہ اور تقدیم کو ایک شمار کیا جاتا ہے حالانکہ یہ دونوں الگ چیزیں ہیں،، مقدمہ کتاب کا بنیادی جزء ہوتا ہے جبکہ تقدیم شخصی خیالات کی ترجمانی کرتی ہے،، مقدمہ باب اول سے پہلے ذکر کیا جاتا ہے۔۔۔

(8) کتاب کا متن

کتاب کے اصل مضامین فصل اول یا باب اول سے شروع ہوتے ہیں اور پھر یہ ابواب وفصول مزید کئی ذیلی شاخوں میں تقسیم ہوتے ہیں۔۔۔

(9) ملحقات

بعض اوقات کتاب کے متن کے بعد ملاحق کا اِضافہ کیا جاتا ہے مثلاً دستاویزات، تصاویر، خاکے وغیرہ۔۔۔

کتاب کا مطالعہ کرنے سے پہلے ان کو دیکھ لینا چاہیے اس سے مضامین آسانی سے سمجھے جا سکتے ہیں۔۔۔

(10) فہرست مصادر و مراجع

ملاحق کے بعد مصادر و مراجع کی ایک فہرست ذکر کی جاتی ہے،، اس فہرست میں ان مصادر و مراجع کا ذکر کیا جاتا ہے جن کا حوالہ کتاب میں موجود ہوتا ہے تاکہ کتاب کے معیار کا پتا چلایا جا سکے۔۔۔

(11) اشاریہ

مصادر و مراجع کی فہرست کے بعد اشاریہ ذکر کیا جاتا ہے،، اس میں کتاب میں آنے والی اصطلاحات، اعلام، اماکن اور احادیث وغیرہ کو صفحہ نمبر کے اعتبار سے حروف تہجی کے مطابق ترتیب دیا جاتا ہے۔۔۔

اعلام کے اشاریے میں بتایا جاتا ہے کہ کتاب میں کن کن شخصیات کا ذکر موجود ہے،، اماکن کے اشاریے میں بتایا جاتا ہے کہ کن کن جگہوں کا ذکر اس کتاب میں آیا ہے،، اشاریہ انتہائی قابل قدر چیز ہے اس کی وجہ سے محقق کسی کتاب کو پڑھے بغیر اپنے مطالب کو حاصل کر سکتا ہے۔۔۔۔

((فصل خامس))

((مقالہ نگاری کے مراحل))

سوال::: مقالہ نگاری کے کتنے اور کون سے مراحل ہیں؟؟؟

جواب::: مقالہ نگاری کے چھ مراحل ہیں:::

(1)موضوع کا انتخاب

(2)خاکہ تحقیق کی تیاری

(3)مصادر و مراجع کی تحدید

(4)علمی مواد کی جمع آوری

(5)مقالے کی تسوید و تحریر

(6)مقالے کی حوالہ بندی

سوال::: تحقیق کے لیے موضوع کا انتخاب کرنے کے کتنے اور کون سے طریقے ہیں؟؟؟

جواب::: عام طور پر دو طریقے رائج ہیں:::

(1)پہلا طریقہ یہ ہے کہ محقق خود موضوع کا انتخاب کرے اور یہی طریقہ زیادہ بہتر ہے کیونکہ تحقیق کا دارومدار اسی پہ ہوتا ہے،، موضوع کا انتخاب محقق کے طبعی میلان کے مطابق ہونا چاہیے۔۔۔۔

(2)دوسرا طریقہ یہ ہے کہ نگران استاد موضوع کا انتخاب کرے اور یہ طریقہ اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب محقق موضوع کا انتخاب نہ کر سکے،، یہ طریقہ بھی بہت اچھا ہے کیونکہ استاد ایک بہتر موضوع منتخب کر سکتا ہے اس صورت میں محقق کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کے متعلق استاد سے گفتگو کرتا رہے تاکہ موضوع کے تمام تصورات واضح ہو جائیں۔۔۔۔

سوال::: کن ذرائع و وسائل کا استعمال کر کے موضوع کو منتخب کیا جاسکتا ہے؟؟؟ کوئی سے پانچ بیان کر دیں۔۔۔

جواب:::

(1)ذاتی معلومات و تجربہ

انسان کی ذاتی معلومات موضوع کا انتخاب کرنے میں بہت مدد دیتی ہیں،، ہو سکتا ہے محقق کے ذہن میں کوئی سوال کھٹکتا ہو جس کا جواب نہ ملا ہو تو اس اعتبار سے یہ موضوع کا انتخاب آسانی سے کر سکتا ہے۔۔۔

(2)دوسروں سے گفتگو

جب انسان دوسروں سے گفتگو کرتا ہے تو اس کا ذہن کھلتا ہے اور اس کے ذہن میں نئے نئے سوالات اٹھتے ہیں،، اس کی سوچ وسیع ہوتی ہے اس کے علم میں اضافہ ہوتا ہے کئی ایسے مسائل سامنے آتے ہیں جو تحقیق کے محتاج ہوتے ہیں تو یوں دوسروں سے گفتگو کرنا بھی موضوع کو منتخب کرنے میں مدد دے سکتا ہے۔۔۔۔

(3)ریڈیو اور ٹیلی ویژن

جدید دور میں معلومات حاصل کرنے کے دو اہم ذرائع ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہیں،، ان کے ذریعے انسان مختلف پروگرامز دیکھتا ہے۔۔۔ سیاسی، جنگی، اقتصادی، ہر طرح کی خبریں انسان کو سننے کو ملتی ہیں اور ان کو سن کر ذہن میں نت نئے

سوالات پیدا ہوتے ہیں لہذا محقق کو چاہیے کہ ان چیزوں کو غور سے سنا کرے کیونکہ ان کے ذریعے وہ اپنے موضوع کا انتخاب باآسانی کرلیتا ہے۔۔۔۔۔

(4)اخبارات ومجلات

ہم روزانہ بہت سے اخبارات کا مطالعہ کرتے ہیں اور نئ نئ معلومات حاصل کرتے ہیں،، اگر ہم ان میں گہری نظر سے غور وفکر کریں تو ہمارے سامنے تحقیق کے بہت سے موضوعات کھل جائیں گے،، لاکھوں لوگوں نے سیب گرتے دیکھا لیکن انہوں نے نظر انداز کردیا جب یہی سیب نیوٹن نے گرتے دیکھا تو اس نے اس میں غور وخوض کیا اور کشش ثقل کا قانون دریافت کرلیا لہذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم بغور ان چیزوں کا مطالعہ کیا کریں۔۔۔۔۔

(5)محاضرات ودروس

اگر اساتذہ کے لیکچرز کو بغور سنا جائے تو وہ اپنے مضمون کے متعلق کئ موضوعات بتاتے رہتے ہیں،، اساتذہ کو بغور سننا تحقیق کے میدان میں بہت سی راہیں کھول دیتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: اچھے موضوع کی شرائط بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

(1)پہلی شرط یہ ہے موضوع جدید ہونا چاہیے،، پہلے کسی نے اس پہ تحقیق نہ کی ہو اگر پہلے سے تحقیق شدہ موضوع منتخب کیا تو یہ علمی چوری کہلائے گی۔۔۔۔

(2) محقق ایسا موضوع منتخب کرے جس میں وہ خود دلچسپی رکھتا ہو تا کہ اچھے طریقے سے تحقیق کرے،، اگر ایسا موضوع منتخب کیا گیا جس میں محقق کی کوئی ذاتی دلچسپی نہ ہو تو تحقیق کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔۔۔۔

(3)موضوع بلکل واضح ہونا چاہیے اس میں کسی قسم کی کوئی پیچیدگی نہ پائی جائے۔۔۔۔

(4)عنوان تحقیق نہ اتنا لمبا ہو کہ لوگ اس سے بیزار ہو جائیں اور نہ اتنا مختصر ہو کہ اس کا مفہوم واضح نہ ہو سکے۔۔۔

(5)ایسے موضوع کا انتخاب کرنا چاہیے جس کے بارے میں مصادر و مراجع دستیاب ہوں ورنہ محقق کا وقت اور محنت ضائع ہونے کا امکان ہے۔۔۔۔

(6)موضوع ایسا ہونا چاہیے جس پہ مقررہ وقت کے اندر اندر تحقیق مکمل ہو سکے۔۔۔۔

(7)بعض موضوعات پہ کافی اخراجات لگ جاتے ہیں لہذا موضوع کا انتخاب کرتے وقت اپنی مالی حالت کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔۔۔

(8)موضوع ایسا ہونا چاہیے جو معاشرے میں مقبول ہو،، وہ موضوع جس کے ذریعے معاشرے کو چیلنج کیا جائے اس کا انتخاب نہیں کرنا چاہیے۔۔۔

(9)ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی لیول کے مقالہ جات کے لیے کچھ صفحات کی حد بندی کر دی جاتی ہے تو اس حساب سے تحقیق کی جائے کہ صفحات نہ زیادہ ہوں نہ کم۔۔۔

(10)ایسے موضوع کا انتخاب نہ کریں جس کے بارے میں آپ جانتے ہی نہیں یا بہت تھوڑا جانتے ہیں۔۔۔۔

سوال::: محقق کو کن موضوعات کو منتخب کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: چند موضوعات ایسے ہیں جن سے محقق کو بچنا چاہیے،، ذیل میں ان کا خلاصہ ملاحظہ کریں:::

(1)کسی شخص کی سیرت کو موضوع نہ بنایا جائے کیونکہ یہ اصلی تحقیق نہیں ہو گی،، البتہ ایک شخص کی سیرت کا دوسرے شخص سے موازنہ کیا جا سکتا ہے یا ایک شخص کی سیرت کے مختلف پہلوؤں مثلا سیاسی، ادبی وغیرہ پہ تحقیق کی جا سکتی ہے۔۔۔۔

(2)ایسے موضوعات کا انتخاب نہ کیا جائے جو بلکل نئے ہوں اور ان پہ زیادہ معلومات میسر نہ ہوں۔۔۔

(3)اپنے شعبے کے متعلق موضوع کا انتخاب کریں،، اگر آپ ادب کے سٹوڈنٹ ہیں تو سائنس کے موضوع پہ نہیں لکھ سکتے لہذا اپنے شعبے سے جڑے ہوئے موضوع کا انتخاب بہتر رہے گا۔۔۔

(4)جذباتی موضوعات سے دور رہنا چاہیے،، اگر جذباتی موضوعات پہ لکھنا پڑ جائے تو پہلے اپنے جذبات پہ کنٹرول کریں کیونکہ تحقیق میں غیر جانبداری اولین شرط ہے۔۔۔۔

(5)ایسے موضوع کا انتخاب کرنے سے بچا جائے جو دوسرے کی تحریر کا خلاصہ معلوم ہو۔۔۔

(6)ایسے موضوع سے اجتناب کیا جائے جس پہ بار بار تحقیق کی جا چکی ہو کیونکہ اس سے آپ کی تحقیق کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہے گی۔۔۔

(7)انتہائی وسیع موضوع کا انتخاب نہ کریں کیونکہ آپ نے مقررہ وقت میں تحقیق مکمل کرنی ہے،، وسیع موضوع بہت زیادہ محنت اور وقت کا تقاضا کرتے ہیں۔۔۔

اسی طرح اس موضوع سے بھی دور رہیں جو انتہائی تنگ ہو اور اس کے بارے میں بہت تھوڑی معلومات میسر ہوں۔۔۔۔

((موضوع کی تحدید))

سوال::: موضوع کی تحدید کیوں ضروری ہے؟؟؟ مثال کے ساتھ وضاحت کریں۔۔۔

جواب::: موضوع کی زمانی، مکانی اور نوعی حد بندی اس لیے کی جاتی ہے تا کہ موضوع نہ زیادہ وسیع ہو اور نہ زیادہ تنگ،، اس کی ایک مثال درج ذیل ہے:::

(1)سائنس کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار

(2)طب کی ترقی میں مسلمانوں کا کردار

(3)طب کی ترقی میں عربوں کا کردار، نویں اور دسویں صدی عیسوی میں۔۔۔

پہلا موضوع بہت زیادہ وسیع ہے جو سائنس کی تمام شاخوں میں پھیلا ہوا ہے،، دوسرا موضوع کچھ محدود ہے اس میں صرف علم طب کا ذکر ہے جبکہ تیسرا موضوع سب سے زیادہ محدود ہے کیونکہ اس میں زمانی، مکانی اور نوعی تینوں اعتبار سے قیود لگائی گئی ہیں۔۔۔۔

سوال::: خاکہ تحقیق کی مقالہ میں کیا اہمیت ہے؟؟؟

جواب::: خاکہ تحقیق مقالے کے لیے بنیادی تعمیری ڈھانچے کی حیثیت رکھتا ہے جس طرح ایک انجینیئر عمارت تیار کرنے سے پہلے اس کا نقشہ ڈیزائن کرتا ہے،، مختلف موضوعات کی تحقیقات کا خاکہ بھی مختلف ہوتا ہے اس مرحلہ پہ محقق کو سابقہ محققین کی تحقیقات سے نفع اٹھانے کی نصیحت کی جاتی ہے اور یہ نصیحت محقق کی کامیابی میں بڑا کردار ادا کرتی ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خاکہ تحقیق کے کتنے اور کون سے عناصر ہیں؟؟؟ صرف نام لکھیں۔۔۔

جواب::: خاکہ تحقیق کے چار عناصر ہیں:::

(1)صفحہ عنوان

(2)مقدمہ

(3)ابواب و فصول اور ان کے عنوانات

(4)مجوزہ مصادر و مراجع کی فہرست

سوال::: صفحہ عنوان پہ کون سی معلومات درج کی جاتی ہیں؟؟؟

جواب:::

(1)عنوانِ تحقیق

(2)عنوان کے نیچے اپنے درجے کا نام

(3)یونیورسٹی کا مونو گرام

(4)دائیں جانب مقالہ نگار لکھ کر اس کے نیچے محقق کا نام اور رول نمبر وغیرہ

(5)اس کے بالمقابل ""زیر نگرانی"" لکھ کر نگران استاد کا نام علمی عہدہ اور پتا وغیرہ

(6)ڈیپارٹمنٹ کا نام

(7)یونیورسٹی کا نام، شہر اور ملک کا نام

(8)سب سے آخر میں تعلیمی سال لکھا جائے گا۔۔۔۔

سوال::: عنوان اور موضوع میں کیا فرق ہے؟؟؟

جواب::: عنوان ""موضوع"" کی بنسبت زیادہ محدود ہوتا ہے بعض اوقات عنوان ہی تحقیق کا موضوع ہوتا ہے۔۔۔۔

موضوع کئی اصناف وانواع پہ مشتمل ہوتا ہے جبکہ عنوان اس موضوع کی کسی ایک صنف یا نوع پہ مشتمل ہوتا ہے مثلا::: ""پاکستان میں عربی زبان وادب"" یہ ایک موضوع ہے لیکن اگر پاکستان کے کسی عربی شاعر یا نثر نگار پہ تحقیق کرنا چاہیں مثلا ""فیض الحسن سہارنپوری بحثیت شاعر"" تو یہ عنوان ہو گا۔۔۔۔

سوال::: تحقیق کا عنوان کیسا ہونا چاہیئے؟؟؟

جواب::: تحقیق کا عنوان دلچسپ، دلکش، واضح، مختصر اور جامع ہونا چاہیے۔۔۔

سوال::: ڈاکٹر ابراہیم سلامہ نے عنوان کی کیا تعریف کی ہے؟؟؟

جواب::: ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں:::

عنوان ایک تیر والے بورڈ کی طرح ہوتا ہے جسے کسی جگہ نصب کیا جاتا ہے تاکہ راہگیر اس کی مدد سے اپنی منزل تک پہنچ سکیں۔۔۔

سوال::: خاکہ تحقیق کے مقدمہ میں محقق کون سی معلومات فراہم کرتا ہے؟؟؟

جواب::: صفحہ عنوان کے اگلے صفحے پہ ""مقدمہ"" کی ہیڈنگ لکھی جاتی ہے،، اس میں محقق مندرجہ ذیل معلومات فراہم کرتا ہے:::

(1) محقق اپنے موضوع کا تعارف پیش کرتا ہے۔۔۔

(2) محقق فرضیہ تحقیق ((یعنی ابتدائی رائے)) کو تفصیل سے بیان کرتا ہے،، فرضیہ تحقیق صرف اسی تحقیق میں ضروری ہوتا ہے جو تنقیدی تشریح و توضیح کا کام کرتی ہے۔۔۔

(3) مقدمہ میں تحقیق کے بنیادی مقاصد کا ذکر کیا جاتا ہے۔۔۔

(4) موضوع کے انتخاب کی وجہ بیان کی جاتی ہے۔۔۔

(5) اس موضوع کے بارے میں کی جانے والی سابقہ تحقیقات کا جائزہ لیا جاتا ہے۔۔۔۔

(6) موضوع کی اہمیت کو بیان کیا جاتا ہے۔۔۔

(7) موضوع کی مناسبت سے منہجِ تحقیق کی وضاحت کی جاتی ہے۔۔۔۔

(8) محقق اس موضوع پہ کی جانے والی محنت کے بارے میں بتاتا ہے تاکہ موضوع کی اہمیت واضح ہو۔۔۔۔

(9) محقق اپنے موضوع کے متعلق بنیادی مصادر و مراجع کا تعارف کرواتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: خاکہ تحقیق میں کس طرح ابواب و فصول کی تقسیم کاری کی جائے گی؟؟؟

جواب::: جدید اسلوب کے مطابق مقالے کو ابواب، پھر فصول، پھر مباحث، پھر مطالب پھر فروع اور پھر انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے،، موضوع کی تقسیم باب کے ساتھ شروع ہونا ضروری ہے۔۔۔۔

آج کل ملکی اور بین الاقوامی یونیورسٹیوں میں ایم اے کے موضوع کو دو ابواب میں اور ہر باب کو دو فصلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے،، کبھی موضوع کی مناسبت سے تیسرے باب کا اضافہ کر دیا جاتا ہے،، ایم فل کے مقالے کو تین ابواب میں اور ہر باب کو تین فصول میں تقسیم کیا جاتا ہے کبھی کبھی چوتھے باب کا اضافہ کر لیا جاتا ہے،، پی ایچ ڈی کے مقالے کو چار ابواب اور ہر باب کو تین یا چار فصول میں تقسیم کیا جاتا ہے اور کبھی پانچویں باب کا اضافہ بھی کر لیا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: مجوزہ مصادر و مراجع کی فہرست کس طرح تیار کی جاتی ہے؟؟؟

جواب::: ایک نئے صفحے پہ موضوع کے متعلق اہم مصادر و مراجع کی فہرست علمی و تحقیقی طریقہ سے لگائی جاتی ہے،، اس فہرست کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا جاتا ہے۔۔۔۔۔۔

((تیسرا مرحلہ))

((مصادر و مراجع کی تحدید))

سوال::: مصادر و مراجع میں مثالوں کے ساتھ فرق واضح کریں۔۔۔۔

جواب::: یہ دو الگ الگ اصطلاحات ہیں،، مصدر سے مراد وہ کتاب ہے جو کسی علم میں اتنی وسعت اور گہرائی سے تحقیق کرے کہ یہ چیز اس کتاب کو ایسا ذریعہ بنادے کہ محقق کی تحقیق اس کتاب کے بغیر ممکن نہ ہو سکے،، آسان لفظوں میں یوں کہ لیں کہ مصادر سے مراد دستاویزات اور مؤلفین کے ہاتھوں سے لکھی گئی تحقیقات ہیں۔۔۔

مراجع سے مراد وہ کتابیں ہیں جن کی علمی بنیاد مصادر پہ رکھی جاتی ہے،، ان کا مواد مصادر سے نقل کیا جاتا ہے۔۔۔

مثال::: قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر کے لیے ایسی تفاسیر کی طرف رجوع کیا جائے جس میں احادیث، اقوال صحابہ وتابعین اور مفسرین کی آراء کو نقل کیا جائے مثلا::: تفسیر طبری وغیرہ،، اگر بنیادی تفسیر کو چھوڑ کر بعد کی لکھی گئی تفسیر مثلا::: صراط الجنان کی طرف رجوع کیا جائے تو یہ درست نہ ہو گا۔۔۔

اسی طرح اگر احادیث کی تخریج کرنی ہو تو بنیادی کتب جو پہلی پانچ صدیوں میں لکھی گئیں مثلا::: صحاح ستہ وغیرہ کی جانب رجوع کرنا چاہیے اگر ان کے بعد والی کتب کی جانب رجوع کیا مثلا الجامع الصغیر وغیرہ تو یہ عمل درست نہیں ہو گا۔۔۔

سوال::: کیا مراجع سے کسی بات کو نقل کرنا درست ہے؟؟؟

جواب::: بلاشبہ مراجع بہت فائدہ مند ہوتے ہیں بلکہ ان میں ایسی ایسی خوبیاں پائی جاتی ہیں جو مصادر میں نہیں ہوتیں لیکن اگر مصادر کے پائے جانے کے باوجود مراجع پہ تحقیق کی بنیاد رکھی جائے تو یہ غلط ہو گا لہذا مراجع کی افادیت کے باوجود مصادر سے نقل کرنا ضروری ہے۔۔۔

سوال::: اگر کسی خبر کے بارے میں مصادر کی تعداد متعدد ہو تو کس مصدر کا حوالہ دیا جائے؟؟؟

جواب::: اس صورت میں قدیم ترین مصدر کے حوالے کو ترجیح دی جائے اور پھر حسب ضرورت دیگر مصادر سے استفادہ کیا جائے،، پس ایک فرض شناس محقق کے لیے ضروری ہے وہ خبر کے نیچے اولین مصدر کا حوالہ دے۔۔۔

سوال::: اگر کسی معلوماتی بات کے بارے میں مصادر کا اختلاف پایا جائے تو محقق کو کیا کرنا چاہیے ؟؟؟

جواب::: محقق اس خبر کو موقوف کردے اس کے بارے میں تحقیق کرے،، دلیل کے ساتھ ایک قول کو دوسرے قول پہ ترجیح دے تاکہ درست نتائج حاصل ہو سکیں۔۔۔

سوال::: پرانے زمانے میں کس چیز کو مصادر کی حیثیت حاصل تھی؟؟؟ نیز جدید دور کے مصادر کی امثلہ لکھیں۔۔۔

جواب::: پرانے زمانے میں مخطوطات ہی مصادر کی حیثیت رکھتے تھے لیکن پرنٹنگ پریس کے بعد معاملہ تبدیل ہو گیا اور کئی نئے مصادر وجود میں آگئے ہیں مثلا::: مجلات، رسائل، میگزین، سی ڈی، ڈی وی ڈی، میموری کارڈز، سیمینارز وغیرہ۔۔۔

سوال::: جدید مصادر سے حاصل ہونے والی معلومات کے بارے میں محقق کو کیا احتیاط کرنی چاہیے ؟؟؟

جواب::: محقق کو چاہیے کہ ہر خبر میں خوب غور و فکر کرنے کے بعد قبول کرے اور قرآن کریم کی اس آیت پہ عمل کرے:::

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا

ترجمہ کنزالعرفان::: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تحقیق کرلو۔۔۔

جدید مصادر سے حاصل ہونے والی معلومات کے درست اور غلط ہونے کا دار و مدار ان مصادر پہ نہیں ہے بلکہ اس شخص پہ ہے جو ان مصادر کے ذریعے معلومات کو جاری کرتا ہے۔۔۔

سوال::: عربی و اسلامی تحقیق کے کوئی سے پانچ جدید ذرائع کا تعارف کروائیں۔۔۔

جواب::: موجودہ زمانے میں عربی واسلامی تحقیق کے کئی جدید ذرائع دستیاب ہیں جن کی بدولت کم وقت میں بہت کچھ سیکھا جاسکتا ہے،، چند ایک کا تعارف درج ذیل ہے:::

(1) مکتبۃ التفسیر وعلوم القرآن::: یہ التراث کمپنی کا تیار کردہ ہے یہ سافٹ ویئر قرآن وتفسیر کے حوالے سے اپنی نوعیت کا ایک منفرد سافٹ ویئر ہے،، اس میں تفسیر، علوم القرآن، ناسخ ومنسوخ، مختلف قراءات، اعراب القرآن، مضامین القرآن، مفسرین کے سوانح حیات اور لغات القرآن کے موضوعات کے تحت پوری دنیا کے رائج شدہ مصادر جمع کردیئے گئے ہیں،، اس کا تیسرا ورژن 1250 کمپیوٹر جلدوں پہ مشتمل ہے۔۔۔۔

(2) جامع الاحادیث

اسے مشہور ایرانی کمپنی """ مرکز البحوث الکمبیوتریۃ للعلوم الاسلامیۃ """ کا تیار کردہ ہے،، یہ پروگرام 442 جلدوں میں 90 مؤلفین کی 187 کتابیں پیش کرتا ہے،، قرآن کے متن کے علاوہ نہج البلاغہ، صحیفہ سجادیہ، کتب اربعہ، وسائل شیعہ، مستدرک الوسائل اور اہل تشیع کی دیگر مستند کتب اس میں شامل ہیں، ڈکشنریوں میں خلیل بن احمد فراہیدی کی کتاب العین اور ابن منظور کی لسان العرب شامل ہے،، یہ سافٹ ویئر تین زبانوں عربی، انگریزی اور فارسی میں ہے۔۔۔۔

(3) مکتبۃ السیرۃ النبویۃ

یہ بھی التراث کمپنی کا تیار کردہ ہے اس کے پہلے ورژن میں سیرت نبوی سے متعلق اہم مصادر کو 120 کمپیوٹرائزڈ جلدوں میں جمع کیا گیا ہے،، تصفح Browse کے ذریعے کسی بھی کتاب کو صفحہ در صفحہ پڑھنے کی سہولت موجود ہے اور کسی بھی مطلوبہ چیز تک جلدی پہنچا جاسکتا ہے۔۔۔۔

(4) مکتبۃ النحو والصرف

اس میں عربی کی بنیادی کتب صرف ونحو کو 450 کمپیوٹرائزڈ جلدوں میں جمع کیا گیا ہے،، اس سافٹ ویئر میں بھی کتب کو صفحہ در صفحہ پڑھنے کی سہولت موجود ہے اور مطلوبہ چیز تک تیزی سے پہنچا جا سکتا ہے۔۔۔

(5) سبع معلقات

جاہلی عرب شعراء کے طویل قصائد پہ مشتمل سبع معلقات کا یہ سافٹ ویئر قصائد کے مکمل متن اور آواز کے ساتھ تیار کیا گیا ہے،، کسی بھی شاعر کے نام پہ کلک کریں تو اس کا قصیدہ آپ کے سامنے آجائے گا اور کلک کر کے کسی بھی شعر کو سن سکتے ہیں،، اس میں اور بھی کئی سہولیات موجود ہیں مثلا:::

مطلوبہ شعر تک پہنچنا، متن کو کاپی کرنا، حفظ کردہ اشعار کو لکھنا، شعراء کا مکمل تعارف وغیرہ

سوال::: آسان قرآن وحدیث نامی سافٹ ویئر کس ادارے کا تیار کردہ ہے؟؟؟

جواب::: اس کو مشہور ادارے Al Quran Facts and statistics برکت مارکیٹ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور نے تیار کیا ہے۔۔۔۔

((چوتھا مرحلہ))

((علمی مواد کی جمع آوری))

سوال::: محقق کن کن مصادر سے مقالہ لکھنے کے لیے علمی مواد جمع کر سکتا ہے؟؟؟

جواب::: محقق کئی مصادر سے علمی مواد جمع کر سکتا ہے مثلا:::

کتابیں، انسائیکلوپیڈیاز، مجلات ورسائل، لیکچرز، دستاویزات، انٹرویوز، سوال نامے وغیرہ۔۔۔

سوال::: مصادر کو کتنی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے؟؟؟

جواب::: مصادر کو دو بڑی اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے:::

(1)تیار شدہ مواد کے مصادر

یہ قسم پانچ مصادر پہ مشتمل ہے:::

کتابیں، انسائکلوپیڈیاز، مجلات و رسائل، لیکچرز اور دستاویزات

یہ مصادر کسی محقق کو تیار شدہ مواد فراہم کرتے ہیں۔۔۔

(2)خود تیار کردہ مواد کے مصادر

یہ قسم بھی پانچ مصادر پہ مشتمل ہے:::

انٹرویوز، سوال نامے، مشاہدہ، تجربہ اور آزمائش

ان مصادر میں علمی مواد تیار شدہ حالت میں نہیں ملتا بلکہ محقق کو خود تیار کرنا پڑتا ہے۔۔۔

سوال::: تیار شدہ مواد کے مصادر سے کس طرح علمی مواد جمع کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: ان سے مندرجہ ذیل تین طریقوں سے مواد جمع کیا جاسکتا ہے:::

(1)مطالعہ

مطالعہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس کے بارے میں محقق آرتھر کول کا کہنا ہے "" یہ بات شک و شبہ سے بالاتر ہے کہ مطالعہ کی قدرت، تحریر کیے گئے افکار و نظریات کو ہضم کرنا اور ان سے فائدہ اٹھانا ایک ایسا فن ہے جس سے بہت کم لوگ واقف ہیں،، اگر طالب علم اپنا وقت اور اپنی محنت، تنقید اور غور و فکر کے بغیر کیے گئے مطالعہ پہ صرف کرے تو یہ اس کی کاوش کو ضائع کرنے کے مترادف ہے""۔۔۔۔

اس سے معلوم ہوتا ہے مطالعہ ایک فن ہے ہر کوئی اس میں مہارت نہیں رکھتا،، مطالعہ کے آغاز میں مراجع کی فہرست کو دیکھا جاتا ہے پھر تحقیق کے موضوع سے تعلق رکھنے والی کتب کی فہرست کا جائزہ لیا جاتا ہے،، محقق کے لیے ضروری ہے کہ مطالعہ کے لیے اچھے وقت اور اچھی جگہ کا انتخاب کرے۔۔۔

(2)اقتباس

علمی مواد کی جمع آوری کا ایک ذریعہ اقتباس بھی ہے،، اس کی کئی صورتیں ہیں::: نصی اقتباس، تلخیصی اقتباس، مفہومی اقتباس((ان کی تفصیل آگے آ رہی ہے))۔۔۔

(3)مواد کی تدوین

مصادر ومراجع کو جمع کرنے کے بعد محقق اپنے موضوع کے متعلق مطالعہ کرتا ہے اور معلومات کو اکٹھا کرتا ہے،، اکٹھا کرنا بعض اوقات کتابت کے ذریعے ہوتا ہے بعض اوقات فوٹو کاپی یا کمپیوٹر ڈاؤن لوڈنگ کے ذریعے ہوتا ہے،، تو یوں ان تین طریقوں کو استعمال کرتے ہوئے محقق تیار شدہ مواد کے مصادر سے علمی مواد جمع کر سکتا ہے۔۔۔۔

سوال::: نصی اقتباس کی تعریف وشرائط بیان کریں۔۔۔

جواب::: کسی دوسرے کی عبارت کو تبدیلی کیے بغیر حرف بحرف نقل کرنا نصی اقتباس کہلاتا ہے اسے لفظی وحرفی اقتباس بھی کہتے ہیں۔۔۔

اس کا مقصد صاحب عبارت کے نقطہ نظر کو بیان کرنا یا غلطی کی نشان دہی کرنا ہوتا ہے،، اس کی شرائط درج ذیل ہیں:::

یہ اقتباس مختصر ہونا چاہیے،، اقتباس نقل کرنے میں مکمل ایمان داری سے کام لیا جائے،، اگر اقتباس چھ سطروں سے زائد نہ ہو تو اسے واوین کے درمیان لکھا جائے اگر چھ سطور سے زائد اور صفحے سے کم ہو تو عام لکھائی کی بنسبت چھوٹا کر کے لکھا جائے اور دو سطروں کے درمیان کم فاصلہ ہو،، اگر صفحے سے زائد ہو تو اس کا مفہوم نقل کر دیا جائے،، اگر

اقتباس میں اضافہ کرنا ہے تو اس اضافے کو قوسین کے اندر نقل کیا جائے،، حاشیے میں اقتباس کے مصدر و مرجع کا حوالہ دینا ضروری ہے اس کی طرح مزید کئی شرائط بھی ہیں۔۔۔

سوال::: تلخیصی اقتباس سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: محقق اپنے سے پہلے محققین کی آراء کو من و عن نقل کرنے کی بجائے اختصار کے ساتھ نقل کرتا ہے تاکہ مقالے کا حجم بڑا نہ ہو اور آخر میں مرجع کا حوالہ دیتا ہے اسے تلخیصی اقتباس کہتے ہیں۔۔۔

سوال::: مفہومی اقتباس کا طریقہ کیوں اپنایا جاتا ہے؟؟؟ اس کے مقاصد لکھیں۔۔۔

جواب::: بعض اوقات پڑھنے والے کے لیے کوئی عبارت مشکل ہوتی ہے تو محقق اس کو اپنے آسان الفاظ میں بیان کر دیتا ہے اسے مفہومی اقتباس کہتے ہیں۔۔۔

مقاصد::: مقالے میں نقل شدہ عبارت کو کم سے کم رکھا جائے۔۔۔

طالب علم کے اندر عبارت کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔۔۔

جہاں ضرورت ہو وہاں تبصرہ یا تنقید کرنا۔۔۔

سوال::: کارڈز پہ معلومات کی تدوین کے اصول بتائیں۔۔۔

جواب::: محقق کو چاہیے کہ::: ہر مرجع کے لیے الگ کارڈ مخصوص کرے۔۔۔

مقالے کی ہر فصل کے لیے کارڈز کا ایک مجموعہ خاص کرے، ہر مجموعہ کے لیے لفافہ تیار کرے اور نمبرنگ کے ذریعے کارڈز کو نمایاں کرے۔۔۔

ایک کارڈ پہ مصدر و مرجع کے حوالے کے ساتھ صرف ایک خبر لکھے۔۔۔

اپنے موضوع کے متعلق ہر قسم کی معلومات جمع کرتا جائے۔۔۔۔

ہر کارڈ کے لیے ایک عنوان وضع کرے۔۔۔۔

عبارات کو جمع کرنے میں احتیاط سے کام لے تاکہ وہ فائدہ مند ہو سکیں۔۔۔۔

کارڈز پہ لکھنے کے بعد ان کی چھان بین کرے اور بقیہ کو محفوظ کر لے،، پھر مقالہ لکھنے کے بعد بھی ان کارڈز کو سنبھال لے تاکہ مستقبل میں کام آ سکیں۔۔۔۔

سوال::: خود تیار کردہ مواد کے مصادر کو تفصیل سے بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: خود تیار کردہ مواد کے مصادر درج ذیل ہیں:::

(1)انٹرویو

بعض اوقات محقق کو کسی موضوع پہ معلومات اکٹھی کرنے کے لیے انٹرویو کرنا پڑتا ہے،، یہ انٹرویو کبھی انفرادی ہوتا ہے کبھی اجتماعی،، کچھ انٹرویوز منظم ہوتے ہیں پہلے سے سوالات کو تیار کر لیا جاتا ہے جبکہ کچھ انٹرویوز غیر منظم ہوتے ہیں ان میں پہلے سے سوالات کو تیار نہیں کیا جاتا۔۔۔۔

(2)سوال نامہ

مواد جمع کرنے کے لیے بعض اوقات سوال نامہ تیار کر کے لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ان کے جوابات کو اکٹھا کر کے تجزیہ کیا جاتا ہے،، سوال نامہ کبھی آزاد ہوتا ہے یعنی اس پہ صرف سوال لکھے ہوتے ہیں جواب اپنی مرضی سے لکھنا ہوتا ہے اور کبھی سوال نامہ مقید ہوتا ہے یعنی سوال نامے پہ ساتھ ہی جوابات لکھے ہوتے ہیں ان میں سے کسی ایک کو منتخب کرنا ہوتا ہے،، آزاد سوال نامے کی بنسبت مقید سوال نامے کا جواب دینا آسان ہوتا ہے۔۔۔۔۔

(3)مشاہدہ

محقق اپنے موضوع سے متعلقہ اشیاء کا مشاہدہ کرتا ہے بعض اوقات یہ مشاہدہ آزاد ہوتا ہے یعنی محقق اس کے لیے پہلے سے کوئی خاکہ تیار نہیں کرتا جبکہ بعض اوقات یہ مشاہدہ مقید ہوتا ہے اس وقت محقق پہلے سے طے شدہ نکات کا مشاہدہ کرتا ہے،، معلومات جمع کرنے کا سب سے اعلیٰ مصدر مشاہدہ ہے کیونکہ محقق خود اس کا مشاہدہ کرتا ہے اور خود ہی معلومات کا تجزیہ کرتا ہے۔۔۔۔

(4) آزمائش::: محقق ایک آزمائش تیار کرکے اس سے لوگوں کو گزارتا ہے اور ان کی صلاحیت پرکھ کر نتائج اخذ کرتا ہے،، اس میں دو قسم کی آزمائش تیار کی جاتی ہے پہلی آزمائش میں سابقہ صلاحیت کو دیکھا جاتا ہے جبکہ دوسری آزمائش میں بعد میں حاصل ہونے والی صلاحیت کی آزمائش کی جاتی ہے۔۔۔۔۔

(5) تجربہ:: بعض اوقات علمی تجربہ کرکے مواد کو جمع کیا جاتا ہے،، عام طور پر تجربات میں دو مجموعے ہوتے ہیں::: مجموعہ ضابطہ، مجموعہ تجربیہ۔۔۔۔

اکثر اوقات ایک تجربہ کئی سالوں میں مکمل ہوتا ہے۔۔۔۔

سوال::: خود تیار کردہ مواد کے مصادر ہمیں کس طرح کا مواد فراہم کرتے ہیں؟؟؟

جواب::: خود تیار کردہ مواد کے مصادر ہمیں خام مواد فراہم کرتے ہیں پھر انہیں کانٹ چھانٹ کر مستند معلومات کی شکل دی جاتی ہے۔۔۔۔

سوال::: تحقیق میں نمونے کا طریقہ کب اختیار کیا جاتا ہے؟؟؟

جواب::: جن افراد پہ تحقیق ہونی ہے اگر ان کی تعداد زیادہ ہو اور سب پہ تحقیق نہ ہو سکتی ہو تو پھر ان میں کچھ کو بطور نمونہ منتخب کرکے ان پہ تحقیق کی جاتی ہے۔۔۔۔

نمونہ جات کا انتخاب اور حصول کے مختلف اسالیب ہیں:::

(1)بغیر سوچے سمجھے منتخب کیا گیا نمونہ

(2)طبقاتی نمونہ

(3)دوہرا نمونہ

(4)منظم نمونہ

((پانچواں مرحلہ))

((مقالے کی تسوید و تحریر))

سوال::: مقالے کی تسوید و تحریر کا سلسلہ کب شروع ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: جب محقق اپنی تحقیق کے مصادر کا مطالعہ کر لیتا ہے، معلومات اکٹھی کر لیتا ہے ان میں کانٹ چھانٹ کر لیتا ہے، مواد کو ابواب و فصول میں تقسیم کر لیتا ہے تو پھر تسوید و تحریر ((یعنی مقالے کو لکھنے)) کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔۔۔

سوال::: مقالے کی تحریر کو جاندار اور قابل قدر بنانے کے لیے کن باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے؟؟؟

جواب::: اس کے لیے دو باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:::

(1)حسن تالیف

(2)حقائق پہ بحث کرنے اور معلومات پیش کرنے میں خالص علمی منہج کا التزام

ان دونوں چیزوں کا لحاظ تحقیق کو عمدہ ترین بناتا ہے۔۔۔

سوال::: مقالے کے کتنے اور کون سے ارکان ہیں؟؟؟ تفصیلا بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: مقالے کے تین ارکان ہیں:::

(1)اسلوب

(2) منہج

(3)مواد

اسلوب::: اسلوب سے مراد وہ تعبیری سانچہ ہے جو دیگر عناصر پہ مشتمل ہوتا ہے یہ محقق میں موجود گہرائی کو ظاہر کرتا ہے جس قدر محقق کے ذہن میں مقالے کے معانی واضح ہوں گے اس کو اتنے ہی واضح انداز سے بیان کرنا ممکن ہوگا۔۔۔

علمی حقائق کی تدوین کے لیے علمی اسلوب درکار ہوتا ہے،، محقق کو چاہیے اپنے اسلوب میں تنوع پیدا کرے الفاظ و معانی میں مناسبت رکھے اور جملوں کو چھوٹا رکھے۔۔۔

منہج::: منہج سے مراد معلومات کو استعمال کرنے کا وہ طریقہ ہے جو کسی کی تقلید کے بغیر اختیار کیا جاتا ہے،، اس کا ہدف قاری کو قائل کرنا ہے اور یہ تبھی حاصل ہوتا ہے جب معلومات کو منظم انداز میں پیش کیا جائے۔۔۔

مقالے کی فصل یا موضوع سے پہلے ایک موضوع یا تمہید لکھنا ضروری ہوتا ہے جس موضوع کا مختصر تعارف کروایا جاتا ہے۔۔۔

قارئین کو قائل کرنے کے لیے موضوع کا منطقی شکل میں تجزیہ کیا جائے لیکن یہ نہ زیادہ طویل ہو اور نہ زیادہ مختصر۔۔۔

افراط و تفریط سے بچنے کے لیے بڑے عنوانات اور ذیلی عنوانات کو استعمال کیا جائے اس سے مقالہ جاندار ہو جاتا ہے۔۔۔۔

علمی مواد::: مقالے کا ایک اہم رکن علمی مواد ہے اس سے مقالے کی اہمیت بڑھتی ہے،، محقق کو صحت مند مواد جمع کرنا چاہیے ایسے مواد سے بچنا چاہیے جو پہلے سے تکرار شدہ ہو یا اس میں تحقیق نہ کی گئی ہو۔۔۔۔

سوال::: ادبی موضوع پہ لکھے گئے مقالے کا طرز نگارش کیسا ہونا چاہئے؟؟؟

جواب::: اس کا طرز نگارش خوبصورت اور ادبی ہونا چاہیے اس کا مطلب ہے کہ عبارت میں زیادہ رنگینی نہ پائی جائے، نامانوس الفاظ سے بچا جائے۔۔۔۔

سوال::: تخلیقی اسلوب کی اہم خصوصیات بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: اس کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:::

(1)علامتی اظہار

(2)جذباتی طرز استدلال

(3)اوصاف میں مبالغہ

(4)شاعرانہ صداقت

(5)ابہام

(6)غیر منطقی انداز

سوال::: """محقق حقائق بیان کرتے وقت واقعیت، قطعیت اور معروضیت کو پیش نظر رکھے"""

اس عبارت میں واقعیت، قطعیت اور معروضیت سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: واقعیت سے مراد ہے کہ محقق اشاروں، علامات اور کنایات کو استعمال نہ کرے بلکہ وہ مشاہدے، تجربے، منطق اور استدلال کی زبان استعمال کرے۔۔۔

قطعیت سے مراد ہے کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس میں ابہام پایا جاتا ہو بلکہ بات واضح اور صریح ہو۔۔۔

معروضیت سے مراد ہے کہ وہ تحقیق میں جذبات واحساسات سے کام نہ لے بلکہ ان سے عاری ہو کر تحقیق کرے۔۔۔

سوال::: تحقیق میں زبان واسلوب کے معیاری ہونے سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: زبان واسلوب کے معیاری ہونے سے مراد یہ ہے کہ محقق ایسا سادہ اسلوب اور ایسی زبان استعمال کرے کہ قاری کو اس کا ایک ایک لفظ سمجھ میں آجائے۔۔۔

سوال::: تحقیقی مقالے میں کن چیزوں سے اجتناب کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: لفاظی، خطابت اور شاعرانہ رنگین بیانی سے بچنا چاہیے،، بے انتہاء دلچسپ اور بلکل بے کار الفاظ نہ استعمال کیے جائیں،، جذباتی طرز استدلال نہیں ہونا چاہیے،، تعریف وتنقید میں مبالغے سے پرہیز کیا جائے اور صرف ضرورت کی باتیں لکھی جائیں۔۔۔

سوال::: تحریر میں حسن وخوبی اور فنی محاسن پیدا کرنے کے لیے محقق کو کیا کرنا چاہیے؟؟؟

جواب::: سخت نقاد قسم کے لوگوں کی نظرثانی کروائی جائے،، اپنی تحریر کو بار بار پڑھا جائے،، بزرگ معلموں اور صاحب طرز ادیبوں کی تحریروں سے استفادہ کیا جائے۔۔۔

((چھٹا مرحلہ))

((حاشیہ نگاری و مصادر و مراجع کی فہرست کی تیاری))

سوال::: حاشیہ کی تعریف کریں۔۔۔۔

جواب::: حاشیہ ان ثانوی افکار کو کہتے ہیں جو محقق اپنی کتاب میں یا کسی دوسرے کی کتاب میں تحریر کرتا ہے۔۔۔۔

آج کل حاشیے کو ہوامش (Foot note) کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اسے صفحے کے نیچے لکھا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: حاشیہ تحریر کرنے کا کیا مقصد ہوتا ہے؟؟؟

جواب::: اس کے درج ذیل مقاصد ہیں:::

(1) پیچیدہ چیزوں کی تشریح کرنا

(2) کسی نظریے کی وضاحت کرنا

(3) قرآنی آیت یا حدیث نبوی کی تخریج کرنا

(4) کسی شخصیت جگہ یا مقام کا تعارف کروانا

(5) کسی رائے کی تحقیق کرنا یا اس پہ تبصرہ کرنا

سوال::: حاشیے کے مقابلے میں کون سا لفظ آتا ہے؟؟؟

جواب::: اسے کے مقابلے میں """ متن """ کا لفظ آتا ہے جسے محقق صفحے کے اوپر والے حصے میں لکھتا ہے۔۔۔

سوال::: اینڈ نوٹس (End notes) کسے کہتے ہیں؟؟؟

جواب::: اگر حوالہ جات کو صفحے کے نیچے لکھنے کی بجائے باب، فصل یا مقالے کے آخر میں درج کیا جائے تو انہیں End notes کہا جاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: حاشیہ، ہامش اور تعلیق میں فرق بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

حاشیہ::: حاشیہ متن کے چاروں اطراف میں لکھا جاتا ہے۔۔۔۔

ہامش::: اس کی جمع ہوامش ہے،، اگر حاشیے کو صفحے کے بلکل نیچے لکھا جائے تو اسے ہامش کہتے ہیں۔۔۔۔

تعلیق::: تعلیق سے مراد متن کے بارے میں وہ تبصرہ ہے جسے محقق حاشیہ یا ہامش میں نقل کرتا ہے۔۔۔۔

سوال::: مسلمان علماء نے کب حواشی اور تعلیقات کو لکھنا شروع کیا؟؟؟؟

جواب::: مسلم علماء نے آٹھویں صدی ہجری میں یہ کام شروع کیا۔۔۔۔

سوال::: فقہ اسلامی کا مشہور ترین حاشیہ کون سا ہے؟؟؟

جواب::: حاشیہ ابن عابدین((فتاویٰ شامی))

سوال::: مسلمان علماء نے کتب پہ شروحات لکھنا کب شروع کیا؟؟؟ نیز شروحات اور حواشی میں فرق واضح کریں۔۔۔۔۔

جواب::: مسلم علماء نے چوتھی صدی ہجری میں شروحات لکھنا شروع کیں۔۔۔

شرح میں متن کے ہر ہر لفظ کی وضاحت کی جاتی ہے اور ہر لفظ کے لغوی معنی اور اس سے نکلنے والے احکام کو بیان کیا جاتا ہے جبکہ حاشیے میں صرف ان مقامات کی وضاحت کی جاتی ہے جہاں ضرورت ہو۔۔۔۔

سوال::: کتابوں پہ حاشیے لگانے کے حوالے سے علماء کیا فرماتے ہیں؟؟؟

جواب::: ایک گروہ جس میں عبدالسلام ہارون بھی شامل ہیں ان کا کہنا ہے کتب پہ حواشی نہیں لگانے چاہیے بلکہ صرف متن پہ تحقیق ہونی چاہیے۔۔۔

دوسرے گروہ کے مطابق قاری کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچانے کے لیے حواشی اور ہامش لگانے چاہیے۔۔۔

دونوں گروہوں کی باتوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ صرف ایسے حواشی لگائے جائیں جو متن کی الجھن کو حل کریں اور جن حواشی میں یہ صفت نہ پائی جائے ان سے بچنا چاہیے۔۔۔۔

سوال::: حاشیے میں کن امور کا تذکرہ ہونا چاہیے؟؟؟

جواب::: حاشیے میں مندرجہ ذیل امور کا ذکر ہونا چاہیے:::

(1)قرآنی آیات کی تخریج اور مشکل الفاظ کی وضاحت

(2)احادیث نبویہ کی تخریج

(3)متن میں آنے والے غریب الفاظ کی وضاحت

(4)غیر معروف شخصیات کا تعارف

(5)اصل مصدر کا حوالہ دینا

(6)مختلف آراء کا تجزیہ کرنا

(7)متن کے مشکل مقام کی وضاحت

سوال::: صفحے میں کس جگہ حاشیہ لکھنا چاہیے؟؟؟

جواب::: حاشیہ لکھنے لیے مندرجہ ذیل تین مقامات ہیں:::

(1)صفحے کے دامن میں

(2)ہر باب یا فصل کے اختتام پہ

(3)مقالے کے اختتام پہ

البتہ ان میں سے پہلا طریقہ زیادہ رائج ہے کیونکہ اس طرح حاشیہ اور متن بیک وقت دونوں نظر میں ہوتے ہیں۔۔۔

سوال::: قارئین کو متن سے ہوامش کی طرف کس طرح توجہ دلائی جائے؟؟؟

جواب::: مختلف طریقوں سے یہ توجہ دلائی جاسکتی ہے:::

نمبرز، سٹارز، حروف ابجد وغیرہ کے ذریعے

ان میں سے سب سے آسان طریقہ نمبرز لگانے والا ہے۔۔۔

سوال::: حوالہ جات کی نمبرنگ لگانے کے کتنے اور کون سے طریقے ہیں؟؟؟

جواب::: اس کے تین طریقے ہیں:::

(1)ہر صفحے کے حوالہ جات میں الگ نمبرنگ لگانی چاہیے اور اگلے صفحے سے نئے سرے سے نمبرنگ شروع کرنی چاہیے۔۔۔

(2)ایک باب یا فصل کے حوالہ جات کی ابتداء سے انتہا تک نمبرنگ لگانا اور اگلی فصل یا باب کی نمبرنگ نئے سرے سے شروع کرنا۔۔۔

(3)تمام حوالہ جات کی مقالے کے آخر میں اکٹھی نمبرنگ کرنا۔۔۔

ان تینوں میں سے پہلا طریقہ سب سے زیادہ بہتر ہے۔۔۔

سوال::: مصادر و مراجع کی فہرست میں کن امور کا ذکر کیا جائے؟؟؟

جواب::: اس فہرست میں ان تمام مصادر و مراجع کا ذکر کرنا چاہیے جن سے مقالہ لکھنے میں مدد لی گئی ہو،، اس معاملے میں محقق کو امانت داری سے کام لینا چاہیے اور محض انہی مصادر و مراجع کا نام ذکر کرے جن سے تحقیق میں مدد لی ہے۔۔۔۔

سوال::: مصادر و مراجع کی فہرست کہاں آنی چاہیے؟؟؟

جواب::: اس کے دو مقامات ہیں:::

(1) ہر باب یا فصل کے آخر میں

(2) مقالے کے آخر میں

ان میں سے دوسرا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔۔۔۔

سوال::: مصادر و مراجع کی ترتیب کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا جائے؟؟؟

جواب::: اس کے مختلف طریقے ہیں:::

(1) مؤلفین کے ناموں کے لحاظ سے حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب

(2) مصادر و مراجع کی اہمیت کے لحاظ سے حروف تہجی کے ذریعے ترتیب مثلاً پہلے تفسیر کی کتب ذکر کی جائیں پھر حدیث کی

(3) پرانی اور نئی کتابوں کے اعتبار سے ترتیب

(4)مصادر و مراجع کے موضوعات کے اعتبار سے ترتیب مثلا علوم القرآن پھر علوم الحدیث پھر علوم فقہ پھر سیرت پھر تراجم وغیرہ

((فصل سادس))

((مقالے کی کمپوزنگ، تصحیح اور کتابی شکل))

سوال::: مقالے کی کمپوزنگ میں کن چیزوں کا خیال رکھا جائے؟؟؟

جواب::: (1)صفحے کا سائز 30×21 ہونا چاہیے جسے A4 کہتے ہیں۔۔۔۔

(2)عربی متن کے حروف کا سائز pt18 اور حواشی کے حروف کا سائز pt16 ہونا چاہیے جبکہ اردو متن کے لیے pt15 اور حاشیے کے لیے pt14 ہونا چاہیے،، ابواب کے عنوانات pt24 فصول کے عنوانات pt22 مباحث کے عنوانات pt + bold20 اور ذیلی عنوانات pt20 پہ مشتمل ہونے چاہیے۔۔۔۔

(3)ایک صفحے پہ سطور کی تعداد 25 تا 27 ہونی چاہیے اور ایک سطر کے الفاظ کی تعداد 13 تا 15 ہونی چاہیے۔۔۔۔

(4)کلاس اسائنمنٹ کے پیپر کی تعداد 5 تا 15،، ایم اے کے مقالے کے صفحات 75 تا 150،، ایم فل کے مقالے کے صفحات 200 تا 300،، پی ایچ ڈی کے مقالے کے صفحات 300 تا 500 ہونے چاہیے۔۔۔۔

سوال::: مقالے کی کمپوزنگ والا شخص کن صفات کا حامل ہونا چاہیے؟؟؟

جواب::: کمپوزر عربی الفاظ و حروف کی پہچان رکھنے والا اسلامی اصطلاحات کو سمجھنے والا ہو تاکہ کمپوزنگ میں غلطیاں نہ کرے۔۔۔۔

سوال::: پروف کی تصحیح سے کیا مراد ہے؟؟؟

جواب::: کمپوزڈ شدہ مقالے کو باریک بینی سے پڑھنا اور کمپوزر کی طرف سے ہونے والی غلطیوں کی نشاندہی کرنا پروف کی تصحیح کہلاتا ہے۔۔۔۔۔

سوال::: کمپوزنگ کی اکثر غلطیوں کا سبب کیا چیز ہے؟؟؟

جواب::: اکثر غلطیوں کی وجہ محقق کی گندی لکھائی ہوتی ہے لہذا محقق کو چاہیے اپنی تحریر کو واضح اور خوبصورت بنائے۔۔۔

سوال::: مقالہ عام طور پر کن عناصر پہ مشتمل ہوتا ہے؟؟؟ تفصیلا بیان کریں۔۔۔

جواب::: مقالے کے عناصر تفصیل کے ساتھ درج ذیل ہیں:::

(1)بیرونی صفحہ عنوان

اس پہ عنوان کا نام، علمی درجے کا نام، یونیورسٹی یا ادارے کا مونو گرام، محقق کا نام رول نمبر وغیرہ، نگران استاد کا نام، متعلقہ شعبے کا نام اور تعلیمی سیشن درج ہوتا ہے۔۔۔

(2)اندرونی صفحہ عنوان

بیرونی صفحہ عنوان کے بعد فورا یہ صفحہ آتا ہے اس پہ وہی معلومات ہوتی ہیں جو بیرونی صفحہ عنوان پہ ہوتی ہیں۔۔۔

(3)انتساب

انتساب مختصر الفاظ میں ہوتا ہے اس میں محقق تحقیق کو اپنی پسندیدہ شخصیت کی طرف منسوب کر دیتا ہے۔۔۔

(4)اظہار تشکر و امتنان

اس کے لیے الگ صفحہ کی ضرورت نہیں،، شکریہ کے کلمات میں صدق وسنجیدگی سے کام لیا جائے اور کسی اہل شخص کا شکریہ ادا کیا جائے۔۔۔

(5)مقدمہ

اسے مضامین تحقیق کی کنجی کہا جاتا ہے،، مقدمے کا آغاز اللہ پاک کے نام، حمد وثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ درود وسلام سے ہونا چاہیے۔۔۔

مقدمے میں مندرجہ ذیل چیزیں ہونی چاہیے:::

موضوع کا تعارف

فرضیہ تحقیق کی وضاحت اور سابقہ کام کا جائزہ

تحقیق کا طریقہ

تحقیق کے ذرائع ووسائل

ابواب وفصول کا تعارف

بنیادی مصادر

دوران تحقیق پیش آنے والی مشکلات

(6)مقالے کا بنیادی موضوع

مقدمہ کے بعد تحقیق کا بنیادی موضوع شروع کیا جاتا ہے اس موضوع کو ابواب وفصول میں تقسیم کر کے محقق اپنے افکار کو لکھتا ہے۔۔۔

(7) تحقیق کا خلاصہ، نتائج وغیرہ

بعض مقالات میں اس کام کے لیے الگ سے باب باندھا جاتا ہے جبکہ ایسا کرنا ضروری نہیں بلکہ مقالے کے آخر میں ایک عنوان دے کر ان چیزوں کو ذکر کر دیا جائے۔۔۔

(8) ملحقات اور ضمیمے

یہ ایسی دستاویزات ہیں جن کا مقالے سے تعلق ہوتا ہے لیکن کسی وجہ سے انہیں مقالے میں جگہ نہیں دی جاتی لہذا تحقیق کا خلاصہ اور نتائج ذکر کرنے کے بعد ان کو ذکر کر دیا جاتا ہے۔۔۔

(9) فہارس فنیہ وتحلیلیہ

انہیں اردو میں اشاریہ جات کا نام دیا جاتا ہے،، ان کا مقصد قاری کو مقالے میں آنے والی معلومات کی طرف رہنمائی کو آسان بنانا ہے۔۔۔

(10) فہرست مصادر ومراجع

اشاریہ کے بعد مراجع ومصادر کی فہرست کو ذکر کر دیا جاتا ہے۔۔۔

(11) فہرست موضوعات

اس کو فہرست محتویات، فہرست مندرجات، فہرست مضامین اور فہرست مشمولات بھی کہتے ہیں۔۔۔

اس میں مقالے کے ابواب وفصول اور مباحث کا ذکر صفحہ نمبر کے ساتھ کیا جاتا ہے،، عربی مقالات میں یہ فہرست آخر میں ہوتی ہے جبکہ انگریزی مقالات میں شروع میں درج کی جاتی ہے۔۔۔

((ملحق 1))

سوال::: استاد کے سامنے مقالہ پیش کرنے سے پہلے محقق کو کس طرح اپنی تحقیق کا جائزہ لینا چاہیے؟؟؟ تفصیل سے بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: محقق چند اصولوں کو مد نظر رکھے،، مقالے کی ظاہری شکل و صورت میں مندرجہ ذیل چیزوں کو چیک کیا جائے:::

کیا خارجی ٹائٹل موجود ہے؟؟؟

کیا ٹائٹل پہ مطلوبہ معلومات (مقالہ کا عنوان، درجہ، محقق کا نام، استاد کا نام وغیرہ) موجود ہیں؟؟؟

کیا اندرونی ٹائٹل موجود ہے؟؟؟

کیا محقق نے تسمیہ و حمد و ثناء اور صلاۃ و سلام سے تحقیق شروع کی ہے؟؟؟

فہارس میں درج ذیل چیزوں کو چیک کرنا چاہیے:::

کیا فہرست مضامین موجود ہے؟؟؟

کیا فنی فہارس موجود ہیں؟؟؟

کیا فہارس کو منظم صورت میں پیش کیا گیا ہے؟؟؟

فہرست کو مقالہ کے شروع میں لگایا گیا یا آخر میں؟؟؟

تحریر کے علمی انداز کو مندرجہ ذیل باتوں کے ذریعے چیک کرنا چاہیے:::

کیا محقق نے کتابت کے علمی انداز کے اصولوں کی پابندی کی ہے؟

کیا فصول اور ابواب کے عنوان لکھے گئے ہیں؟

کیا بڑے عنوانات عمدہ انداز میں اور متن سے ممتاز کر کے لکھے گئے ہیں؟

کیا ذیلی عنوانات کو بھی عمدہ انداز میں ترتیب دیا گیا ہے؟

مقالہ کی زبان یوں چیک کرنی چاہیے:::

کیا مقالہ میں لغوی غلطیاں موجود ہیں؟؟؟

کیا املائی غلطیاں موجود ہیں؟؟؟

کیا محقق نے غیر عربی اور معرب الفاظ اور اصطلاحات کو بغیر بریکٹس کے لکھا ہے؟؟؟

مقالے کے مقدمے میں یہ چیزیں دیکھنی چاہیے:::

کیا محقق نے تحقیق کے مقاصد کو بیان کیا ہے؟

کیا تحقیق کا بیان کردہ مقصد واقعی قابل ذکر اور درست ہے؟

کیا محقق نے اس اساس اور منہج کا ذکر کیا ہے جسے اس نے دوران تحقیق اختیار کیا؟

کیا مقالے کی تنظیم عمدہ اور درست انداز میں کی گئی ہے؟

کیا اس نے مناہج و اساسیات تحقیق کو منطقی انداز میں پیش کیا ہے؟

کیا محقق نے دوران تحقیق پیش آنے والی مشکلات کا ذکر کیا ہے؟

کیا مشکلات کا ذکر منطقی، اور مثبت انداز میں پیش کیا گیا ہے؟

معلومات کی توثیق یوں کرنی چاہیے:::

کیا محقق نے تحقیق سے متعلقہ لازمی مراجع کو استعمال کیا ہے؟

کیا محقق نے مراجع کو عمدہ اور درست انداز میں استعمال کیا ہے؟

کیا محقق نے نادر مراجع کو بھی استعمال کیا ہے؟

کیا مرجع سے اقتباس کرنے کا طریقہ درست ہے؟

کیا اقتباس کو دلیل بنانے کی ضرورت تھی؟

کیا محقق نے اقتباس کا موضوع کے ساتھ درست ربط قائم کیا ہے؟

کیا محقق نے اقتباس کردہ معلومات پر حاشیہ آرائی کی ہے؟

کیا حاشیے عمدہ انداز میں لکھے گئے ہیں؟

مصادر و مراجع کی فہرست یوں چیک کرنی چاہیے:::

کیا محقق نے مصادر و مراجع کی فہرست تیار کی ہے؟؟؟

کیا فہرست کو درست انداز اور ابجدی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے؟

کیا فہرست کو عربی، غیر عربی اور مجلات کی طرف تقسیم کیا گیا ہے؟

کیا محقق نے فہرست میں ایسے مراجع کا ذکر کیا ہے جو حاشیہ میں مذکور نہ تھے؟

کیا حواشی میں حوالہ درج کرنے کا طریقہ اور فہرست مصادر و مراجع کے تیار کرنے کا طریقہ ایک ہی ہے ؟ یعنی کیا دونوں میں اسماء مولفین کا اعتبار کیا گیا ہے ؟؟

((ملحق 2))

سوال::: محقق کے لیے عربی زبان کے کون سے خطوط سے آگاہی ضروری ہے ؟؟؟

جواب::: عربی کے چھ خطوط کی آگاہی حاصل کرنا محقق پہ لازم ہے:::

(1) ثلث

(2) نسخ

(3) فارسی

(4) رقعہ

(5) دیوانی

(6) کوفی

اسلام کے ابتدائی زمانے میں خط کوفی رائج تھا،، اس وقت اہل عرب میں طلبہ کی تعلیم کے لیے """خط رقعہ""" رائج ہے ،، کتابوں اور تحقیقات کی تدوین کے لیے """خط نسخ""" استعمال کیا جاتا ہے اور قرآن پاک کے لیے بھی یہی خط استعمال ہوتا ہے،، """خط ثلث""" کتابوں کا ٹائٹل لکھنے کے لیے استعمال ہوتا ہے جبکہ بقیہ خطوط کو خوبصورتی کے لیے لکھا جاتا ہے۔۔۔۔

سوال::: رموز اوقاف اور ان کے استعمال پہ تفصیلا نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب::: رموزاوقاف کوکتابت کابنیادی جزشمار کیا جاتاہےان کے ذریعے تحریر کے معانی کو سمجھنا آسان ہوتا ہے،، کچھ رموزاوقاف اوران کے استعمالات مندرجہ ذیل ہیں:::

(1)نقطہ(.)

یہ جملے کے اختتام پہ لگایا جاتاہے۔۔۔۔

(2)دوعمودی نقطے(:)

یہ قول اور مقولے کے درمیان استعمال ہوتے ہیں مثلا:::

قال عمر: من سلک مسالک التھم اتھم

ایک چیزاوراس کی اقسام کے درمیان،، مثلا:::

الکلمۃ ثلاثۃاقسام: اسم فعل وحرف

(3)فاصلہ/کوما(،)

منادی لفظ کے بعد،، مثلا:::

یاساریۃ، الجبل

دومتضاد کلمات یاجملوں کے درمیان مثلا:::

انت، لاعبداللہ، من تکلم

مختلف شہروں کے ناموں کے درمیان حرف عطف کی جگہ پہ،، مثلا:::

لاہور، کراتشی، بشاور

(4)فاصلہ منقوطہ(؛)

اسے ان دو جملوں کے درمیان استعمال کیا جاتا ہے جو ایک دوسرے کے لیے سبب ہوں مثلا:::

اذا اشتد الحر؛ فان الناس یذھبون الی المصایف

(5)علامت استفہام(؟)

اس جملے کے بعد آتی ہے جسے حرف استفہام سے شروع کیا گیا ہو مثلا:::

أھذا زید؟

(6)علامت تعجب(!)

تعجب کے اظہار کے لیے مثلا:::

ما اجمل الربیع!

کسی بات پہ ابھارنے کے لیے مثلا:::

العمل العمل!

(7)علامت شرطہ(-)

یہ عدد اور معدود کے درمیان آتی ہے مثلا:::

اولا-

ثانیا-

(8)دو شرطے(--)

مرکزی جامعۃ المدینۃ گجرات

ان کے درمیان جملہ معترضہ آتا ہے۔۔۔۔

(9) اقواس/بریکٹ

چھوٹی قوس () کے درمیان ایسا کلام ہوتا ہے جو اپنے سے پہلے کی تشریح یا کسی دوسری زبان میں ترجمہ بیان کرتا ہو مثلا

::: الذهب الاسود (البترول) یکثر فی جزیرۃ العرب

اسے مختصر دعائیہ جملوں کے لیے بھی استعمال کیا جاتا مثلا:::

قال (رحمہ اللہ)

بڑی قوس [] کو کاتب اس وقت استعمال کرتا ہے جب کسی اقتباس میں اپنی طرف سے اضافہ کرے مثلا:::

اصدرت جامعۃ الریاض [جامعۃ الملک سعود حالیا]

پھول دار قوسین {} کے درمیان قرآنی آیت کو لکھا جاتا ہے۔۔۔۔

(10) علامت حذف (...)

علامت حذف دراصل تین افقی نقطے ہیں جنہیں محذوف کلام کی جگہ لگایا جاتا ہے۔۔۔

(11) علامت تابعیت (=)

یہ دو متوازی شرطے ہوتے ہیں جنہیں صفحے کے آخر میں اور اگلے صفحے کے شروع میں لگایا جاتا ہے تاکہ قاری کو پتا چل جائے کہ یہ بات پچھلے صفحے والی بات کا بقیہ حصہ ہے۔۔۔۔۔

((ملحق 3))

سوال::: ہمزہ قطعی کی تعریف لکھیں نیز یہ کن کن مقامات پہ آتا ہے؟؟؟

جواب::: ہمزہ قطعی وہ ہے جو کلمہ کے شروع میں اس طرح (أ) لکھا جاتا ہے اور اس کو تلفظ کرنے میں حذف نہیں کیا جاتا۔۔۔

یہ مندرجہ ذیل مقامات پہ آتا ہے:::

(1) اسماء کے شروع میں مثلا:::امام

(2) حروف کے شروع میں مثلا:::الی

(3) باب افعال کا ہمزہ

(4) مضارع واحد متکلم

(5) ثلاثی مجرد کا ماضی

سوال::: ہمزہ وصلی کسے کہتے ہیں اور یہ کہاں کہاں آتا ہے؟؟؟

جواب::: یہ کلام کے درمیان اور شروع میں لکھا جاتا ہے اگر کلام کے درمیان آجائے تو صرف لکھا جائے گا بولا نہیں جائے گا جبکہ کلام کے شروع میں لکھا اور بولا جاتا ہے۔۔۔

یہ درج ذیل مقامات پہ آتا ہے:::

(1) ثلاثی مجرد کا فعل امر:::اسمع

(2) باب افتعال کا ہمزہ:::احتکم

(3) باب استفعال کا ہمزہ:::استعلم

سوال::: ہمزہ قطعی اور وصلی کی پہچان لکھیں۔۔۔

جواب::: ہمزہ والے لفظ سے پہلے (و) یا (ف) لگائیں،، اگر لفظ کو ادا کرتے وقت ہمزہ بولا جائے گا تو قطعی ہوگا اور اگر نہیں بولا جائے گا تو وصلی ہوگا۔۔۔۔

((اسلامی وادبی مصادر))

سوال::: تفسیر ماثور کے اہم مصادر کے نام اور تعارف لکھیں۔۔۔

جواب:::

(1) جامع البیان عن تاویل آی القرآن

یہ تفسیر طبری کے نام سے مشہور ہے جسے ابن جریر طبری نے تالیف کیا یہ کتاب تفسیر ماثور کی سب سے قدیم کتاب ہے اور تفسیر معقول کے بھی اہم مصادر میں سے ہے،، اس کے بارے میں امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں::: """امت کا اس بات پہ اجماع ہے کہ تفسیر طبری جیسی تفسیر آج تک نہیں لکھی گئی""۔۔۔

(2) معالم التنزیل

یہ حسین بن مسعود بغوی کی تفسیر ہے امام خازن نے اپنی تفسیر کے مقدمہ میں اس کے بارے میں لکھا ہے:::

معالم التنزیل علم تفسیر میں لکھی گئی سب سے اعلیٰ، مستند اور جید کتاب ہے اس میں صحیح اقوال کو جمع کیا گیا اور یہ شبہ، تصحیف اور تبدیل سے خالی ہے،، اسے احادیث نبویہ اور احکام شرع سے مزین کیا گیا انوکھے واقعات اور ماضی کی دلچسپ باتیں اس میں موجود ہیں عمدہ اشارات اور واضح عبارات اس کا اہم جزو ہیں اس میں عبارات کو خصوصی قالب اور فصیح اسلوب میں ڈھالا گیا ہے۔۔۔

(3) تفسیر القرآن العظیم

(4)الدر المنثور فی التفسیر بالماثور

سوال::: تفسیر بالرائے کے مصادر پہ نوٹ لکھیں۔۔۔

جواب:::

(1)الکشاف

اسے محمود بن عمر زمخشری نے لکھا ہے یہ معتزلہ کی مشہور ترین تفسیر ہے،، مصنف نے اس میں آیات قرآنیہ کے اعجاز و جمال کو بڑے احسن انداز میں بیان کیا ہے جس کی وجہ سے علماء و مفسرین اس تفسیر کی طرف متوجہ ہوئے۔۔۔۔

علامہ زمخشری چونکہ معتزلی تھے اس لیے انہوں نے اپنے مذہب کی تائید میں کافی باتیں لکھیں اگر وہ ایسا نہ کرتے تو دور حاضر میں ان کی تفسیر ایک شاندار تفسیر ہوتی،، اس کے علاوہ انہوں نے ہر سورت کے آخر میں اس کی فضیلت پہ ایک حدیث لکھی ہے لیکن ان میں سے اکثر ضعیف یا موضوع ہیں۔۔۔

(2)البحر المحیط

اسے نحوی مفسر محمد بن یوسف (ابن حیان) اندلسی نے تالیف فرمایا ہے،، قرآنی وجوہ اعراب میں یہ اولین مصدر کی حیثیت رکھتی ہے انہوں نے نحوی اختلافات بھی بیان کیے ہیں اس کے ساتھ ساتھ مصنف نے وجوہ قراءات، اسباب نزول، ناسخ و منسوخ، اقوال فقہاء اور اقوال سلف کو بھی کثرت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔۔۔

وہ پہلے آیات کے مفردات کو لے کر اسلاف کے اقوال کی روشنی میں نحو، بیان اور فقہی اعتبار سے بحث کرتے ہیں پھر بلیغ اور مختصر عبارت میں اس کی تشریح کر دیتے ہیں۔۔۔

(3)مفاتیح الغیب

اس کے مصنف امام فخر الدین محمد بن عمر رازی ہیں یہ 32 حصوں پہ مشتمل ہے اور تفسیر بالرائے میں سب سے ضخیم تفسیر ہے۔۔۔۔

مصنف ایک سورت کا دوسری سورت سے تعلق بیان کرتے ہیں، علم کلام پہ گفتگو کرتے ہیں فلاسفہ کے اقوال کا اشاعرہ کے مذہب کے مطابق رد کرتے ہیں، آیات کے اسرار و رموز کو کثرت سے بیان کرتے ہیں احکام والی آیات پہ اچھی خاصی بحث کرتے ہیں اور مناسب مواقع پہ گمراہ فرقوں کا رد بھی کرتے ہیں۔۔۔۔۔

مصنف اپنی زندگی میں اس کو مکمل نہ کر سکے بعد میں کسی عالم نے اس کو مکمل کیا تھا۔۔۔۔

(4) فتح القدیر فی الجمع بین الروایۃ والدرایۃ فی التفسیر

(5) محاسن التاویل

(6) فی ظلال القرآن

(7) تفسیر نسفی

(8) تفسیر خازن

(9) تفسیر جلالین

(10) تفسیر بیضاوی

سوال::: فقہی تفسیر کے اہم مصادر بیان کریں۔۔۔۔

جواب::: مفسرین نے تفسیر کی ایک نئی جہت متعارف کروائی جس میں صرف ان قرآنی آیات کی تفسیر کی جو فقہی احکامات پہ مشتمل تھیں،، چند ایک کتب درج ذیل ہیں:::

(1)احکام القرآن

اس کے مصنف ابو بکر احمد بن علی ہیں جو امام جصاص کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے صرف فقہی احکامات والی آیات کی تفسیر بیان کی ہے،، آیات سے ثابت ہونے والے احکامات اور ان کے اختلافات کو اس کثرت سے بیان کیا ہے کہ یوں لگتا ہے جیسے تقابلی فقہ کی کوئی کتاب پڑھی جا رہی ہو۔۔۔۔

(2)احکام القرآن

اس تفسیر میں حافظ ابو بکر احمد بن حسین بیہقی نے امام شافعی کے فقہی اقوال کو ترتیب دیا ہے،، مصنف پہلے احکام کو نقل کرتے ہیں پھر سنت سے ان کی تائید کرتے ہیں،، مخالفین کے دلائل کا رد بھی کرتے ہیں،، فقہ شافعی کے حوالے سے یہ ایک عظیم ترین کتاب ہے۔۔۔۔

سوال::: علوم القرآن کے اہم مصادر و مراجع بیان کریں۔۔۔۔

جواب:::

(1)البرھان فی علوم القرآن

اس کے مصنف امام بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی ہیں یہ علوم قرآن کی جامع کتاب ہے،، مصنف نے قرآن کے حوالے سے بہت سے مسائل کی تحقیق کی اور مشکل مقامات کو حل فرمایا نیز پیدا ہونے والے اشکالات کو دور فرمایا،، یہ کتاب 47 انواع پہ مشتمل ہے اور ہر نوع کا حق ادا کیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہ کتاب سب سے زیادہ جامع اور فائدہ مند ہے۔۔۔۔

(2)الاتقان فی علوم القرآن

اس کے مصنف جلال الدین عبدالرحمن سیوطی ہیں اس کی 80 انواع ہیں پہلی نوع مکی و مدنی سورتوں کی معرفت کے بارے میں ہے جبکہ آخری نوع مفسرین کے طبقات کے بارے میں ہے۔۔۔

(3) التبیان لبعض المباحث المتعلقۃ بالقرآن علی طریق الاتقان

(4) مناھل العرفان فی علوم القرآن

(5) المدخل لدراسۃ القرآن الکریم

(6) مباحث فی علوم القرآن

(7) اسباب النزول

سوال::: مطالعہ قرآن کے سات مصادر کے نام لکھیں۔۔۔

جواب:::

(1) اعجاز القرآن

(2) تاویل مشکل القرآن

(3) متشابہ القرآن

(4) الجمان فی تشبیہات القرآن

(5) التبیان فی اقسام القرآن

(6) امعان فی اقسام القرآن

(7) الفلسفۃ القرآنیہ

((حدیث اور علوم حدیث))

سوال::: حدیث کی کوئی سی تین کتب کا تعارف کروادیں۔۔۔

جواب:::

(1) صحیح البخاری

اس کا پورا نام """الجامع الصحیح المسند المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وسننہ وایامہ""" ہے اس کے مصنف امام محمد بن اسماعیل بخاری ہیں،، یہ صحیح احادیث میں لکھی گئی پہلی کتاب ہے مصنف نے اسے ابواب فقہ کی ترتیب پہ لکھا ہے اس کتاب میں بہت سے علمی فوائد موجود ہیں،، صحیح بخاری کو قرآن کریم کے بعد دنیا کی سب سے مستند کتاب قرار دیا گیا ہے بہت سے علماء نے اس کی شروحات لکھیں یہ اس قابل ہے کہ اس پہ مزید محنت کی جائے۔۔۔

(2) صحیح مسلم

اس کے مصنف امام مسلم بن حجاج قشیری ہیں انہوں نے اسے ابواب فقہ کی ترتیب پہ لکھا ہے،، مصنف نے اپنی کتاب کو تین لاکھ احادیث سے منتخب فرمایا ہے،، آپ کا انداز ہے کہ حدیث کے مختلف طرق کو ایک جگہ پہ جمع فرمادیتے ہیں تاکہ ان کی طرف رجوع کرنا آسان ہو صحیح بخاری کے بعد صحیح مسلم سب سے بڑا مقام رکھتی ہے اگرچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں صحیح روایات موجود ہیں لیکن ان کے مصنفین نے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ ان کی کتب تمام احادیث صحیحہ کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔۔۔

(3) موطا امام مالک

یہ کتاب امام مالک بن انس کی ہے انہوں نے ایک لاکھ احادیث سے دس ہزار احادیث کا انتخاب کیا اور اس کتاب پہ چالیس سال صرف کیے،، کتاب لکھنے کے بعد امام مالک نے ستر فقہاء پہ پیش کی ان سب نے اس کی تائید کی جس کی وجہ سے اس کتاب کا نام """موطا"""((تائید کی ہوئی کتاب)) رکھا گیا۔۔۔

امام شافعی نے اس کتاب کے بارے میں فرمایا"""روئے زمین پر کتاب اللہ کے بعد سب سے صحیح کتاب امام مالک کی موطا ہے"""۔۔۔۔

چند کتب احادیث کے نام مع مصنفین

سنن ابی داؤد:::امام سلیمان بن اشعث سجستانی

سنن نسائی:::امام احمد بن شعیب نسائی

سنن ترمذی:::امام محمد بن عیسی ترمذی

سنن ابن ماجہ:::امام محمد بن یزید قزوینی

مصنف عبد الرزاق:::حافظ عبد الرزاق بن ہمام

مسند امام احمد بن حنبل:::امام احمد بن حنبل

شرح السنہ:::امام حسین بن مسعود بغوی

جامع الاصول:::امام مبارک بن محمد اثیر جزری

الترغیب والترہیب:::حافظ زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی

ریاض الصالحین:::امام یحییٰ بن شرف النووی

مجمع الزوائد:::امام علی بن ابو بکر ھیثمی

احکام پہ مشتمل احادیث کے مصادر و مراجع

بلوغ المرام:::امام احمد بن علی عسقلانی

سبل السلام:::امام محمد بن اسماعیل صنعانی

المنتقی من اخبار المصطفی:::عبد السلام ابن تیمیہ

الفاظ حدیث کی معاجم

الجامع الصغیر:::امام عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی

کنز العمال:::شیخ علاؤالدین علی متقی ھندی

موضوع احادیث کی کتب:::

تذکرۃ الموضوعات:::محمد بن طاہر مقدسی

المصنوع فی معرفۃ الموضوع:::ملا علی قاری

رواۃ کے بارے میں اہم کتب

تذکرۃ الحفاظ:::امام محمد ذھبی

تھذیب التھذیب:::ابن حجر العسقلانی

جرح وتعدیل کے مصادر

الضعفاء:::امام بخاری

کتاب الضعفاء المتروکین:::امام نسائی

الجرح والتعدیل:::عبدالرحمن بن ابو حاتم رازی

میزان الاعتدال:::امام محمد ذھبی

لسان المیزان:::ابن حجر عسقلانی

((فقہ اسلامی))

فقہ کی کتب

المبسوط:::امام محمد بن احمد سرخسی

الھدایہ:::علی بن ابو بکر مرغینانی

ردالمختار:::محمد امین بن عمر عابدین

کتاب الام:::امام شافعی

((عربی لغات))

کتاب العین::: خلیل بن احمد فراھیدی

لسان العرب:::محمد بن مکرم

تاج العروس::: محمد مرتضیٰ حسینی

سیرت نبوی کی اہم کتب

مغازی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم::: امام محمد بن عمر واقدی

سیرۃ النبی::: عبد الملک بن ہشام

الطبقات الکبری::: محمد بن سعد

دلائل النبوہ::: ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی

تاریخ اسلام کے مصادر

تاریخ خلیفہ بن خیاط::: خلیفہ بن خیاط

تاریخ الامم والمملوک::: امام محمد بن جریر طبری

الکامل فی التاریخ::: علی بن محمد (ابن الاثیر)

البدایہ والنہایہ::: اسماعیل بن کثیر